وَمَن يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ

اِنَّ اللّٰهَ بَالِغُ اَمْرِهٖ قَدْ

جَعَلَ اللّٰهُ لِكُلِّ شَيْءٍ

قَدْرًا

الحمد لله کہ یہہ کتاب مستطاب ترجمہ منطق الطیر کا جو فارسی مین تصنیف
کی ہوئی عارف باللہ سالک مسالک مرشد روزگار شیخ فریدالدین عطار
کی تھی اس کا ترجمہ شیخ وجیہ الدین نے دکھنی زبانمین کرکے
نام اسکا

پنچھی نامہ

رکھا

اور اندنون مین بسبب کمیابی کے اس کتاب کو اقل عباد اللہ الکریم قاضی
ابراہیم بن قاضی نور محمد صاحب نے نورالدین بن جیوا خانصاحب
کے مطبع حیدری مین ۲۵ جمادی الثانی سنہ ۱۲۸۴ کو حلیۂ طبع سے آراستہ کیا
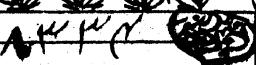
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رب یسّر و تمم بالخیر — وبہ نستعین

ای پنچھی پیارے سخن آغاز کر
حمد سے حق کے بلند آواز کر

شوق سے دل کے اٹھا اِک چہچہا
جو رہے نزدیک عالم کا بہا

گلشن وحدت ہے تیرا آشیان
احدیت کا راز سب تجھ پر عیان

وحدیت کا ہی تجھے اسرار یار
توہی وحدیت کا سن او رازدار

توہی جامِ عشق کا ہی می پرست
تو لیا ہی لذّتِ جامِ الست

کیا کہوں ای صاحبِ سیرِ سلوک
جائے تیری بات سنتے پیاس بھوک

تازہ کر ٹک اب زبان توحید سے
دورتر ہو شرک اور تقلید سے

پاک دل سے یاد کر اس پاک کو
جن دیا جیو اس مٹھی بھر خاک کو

نیستی سے ہست کیتا یو جہان
سات طبقے جو زمین نو آسمان

خالق جان صانع ہر جزو و کل
جسکی پیدائش سے ہے ہر خار و گل

نین عجب تیری سکت سے ای دھنی — جو جنی سنگ سیہ سے اونٹنی
تو دیا دو پھانک کر دریائے نیل — موسی و موسی کے لشکر کو سبیل
جب ابابیلون کو تو فرمان دیا — فوج ابرہ کے تئین غارت کیا
تو کیا جب لطف اپنے پر نظر — ہوئی اگن گلشن خلیل اللہ پر
قدرت اپنی جب تو دکھلانے پرائے — گل گئے جو ہاڑ پھر کر جیو پائے
امی مطلق کو تو گویا کیا — درس جس سے سب فصیحان نے لیا
چار پنکھی کاٹ کر بکھار کوٹ — جیو دیا چارون کو تو نین بات جھوٹ
ابجد اکجھ کو خدائی سازوار — جو ہین تیری قدرتان یون بیشمار
کسکو اندازہ جو بجھ قدرت کو پائے — آدمی یہان ہوش اپنا سب گنوائے
کیا ہماری فکر کیا وہم و قیاس — کیا گمان جو ہو سکے قدرت شناس
فکر سے اسکے جو ہین حیران و دنگ — عقل اس رستے مین ہے ہیکینہ لنگ
کان یہہ ذرہ کان یہہ خورشید منیر — کان یہہ قطرہ کان وہ دریائے گہیر
کان مچھر بیچارہ اور سیمرغ کان — کان زمین پاتال اور کان آسمان
کان یہہ چیونٹی اور کیا اسکی نظر — کیون سکے ملک سلیمان دیکھ کر
کیا قدرت ہی نہین جس انت پار — کسطرح کیون کر سکے اسکا شمار

را بغارت بردہ و باز رہا نمودہ گشتن

شیخ عطار آشنائے سوز و ساز کیا کئے ہیں طرفہ نقل جانگداز
کس مسافر کو ملا کوئی راہ زن لوٹ لیکر اسکو لایا گھر کودن
بعد ازان دوڑا گیا لانیکو تیغ تا ستے سر کاٹ اسکا بید ریغ
از قضا بھوکا تھا بیچارا وو لا دیا روٹی اسے رہزن کی جو
ہاتھ لے کھاتا تھا روٹی جبکہ وہ لیکے آیا تیغ رہزن بے شکوہ
دیکھ کر پوچھا اسے رہزن کہ تو کس دیا روٹے کہا تیری وہ جو
بعد ازان وہ راہزن شمشیر ست پیش آیا عذر خواہی سے نیٹ
کاے مسافر جا تو اب آزاد ہے مارنا روٹی کھلا بیداد ہے
پس کہا ہی عاجزی سے شیخ نہان کا بج خداوند کریم مہربان
مین تو تیرا رزق کھایا سب عمر پس مجھے بھی فضل سے آزاد کر
یہہ دعا مانگی ہی گرچہ شیخ پس بخش وجہہ الدین کو ایفریاد رس

در نعت سید المرسلین و خاتم النبیین محمد مصطفے احمد مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم

ای میرے پیارے نبیجی جیو کے سجن بول میٹھے لب سے کچھ میٹھے بچن
ای شکر گفتار راوی بات کر بات ہر ایک جون میٹھی نو بات کر

جنکی انگلی کے اشارے سے حیدر — ہو گیا دو پھانک نیلے چرخ پر
سور سا دو ٹوکھونکے درمیان — نقش تھا مہر نبوت کا نشان
دیکھ حرمت انکی جو امت مینے — غول ملعون نہین ہوا ملت مینے
کافرو نپر بھی کیا نہین حق عتاب — نین ٹھہرایا عہد مین انکے عذاب
گرچہ عیسی قم باذن اللہ کر — گور سے مردے اٹھائے ہین مگر
مصطفیٰ کے امتی بعضے فقیر — قم باذنی کر اٹھائے مردہ پیر
حشر کے دن سب زبانان ایفلان — گو رہیگی نہین سوا اسکی زبان
قرب کو انکے ہی او ادنیٰ مقام — کیا اچھیگا اس سے زیادہ والسلام
جہان نہو گا کسکو کسکا آسرا — آسرا وہان خواجۂ ہر دوسرا
اے محمدؐ عاصیونکے عذر خواہ — مانگ لے حق سے ہماری بھی پناہ
ہو خلاصی ہمکو بھی روز جزا — آسرا نہین ہمکو ہی تیرے سوا

در مدح اصحاب کبار رضوان اللہ عنہم اجمعین کہ بدین صفت موصوف بودند

مصطفیٰ کے خاص چار اصحاب ہین — دین کے نسخے کے چارون باب ہین
اولاً صدیق اکبرؓ یار غار — دوسرے عادل عمرؓ صاحب وقار
ابن عفانؓ تیسرے صاحب حیا — شیر حق چوتھے علی مرتضیٰ

وسے بولے بات کچھ بے احتیاج ۔ مین زبان پر لائے حق کے نام باج

جو تھا سینہ مین نبی کے فیض رب ۔ فیض تھا صدیقؓ کے سینے مین سب

جسکے سینے مین ہووے فیض نبیؐ ۔ کیون رکھے دل مین تو سن کینہ کبھی

جسکو منبر پر نبیؐ کے تھا ادب ۔ بیٹھتے وہ نین نبیؐ کے ٹھار کب

جب جو رکھتے تھے خلافت کا اگر ۔ تو خلیفہ کر کے بٹھلاتے پسر

کب عمر ہوتے خلافت کے دھنی ۔ کان سے ہوتی دینکی یہہ روشنی

اس خلافت کا کہون تجھ سے بیان ۔ جو گنواتا جائے تیرا ہوش یہان

یہہ خلافت وہ ہے جو عادل عمر ۔ مار ڈالے تھے درون سے اک پسر

پس کہین جاتے تو جاتے پانون چل ۔ کسکو نین کہتے کہ آگے سے نکل

ہاتھ سے اینٹیان بناتے تھے کبھی ۔ سر پہ لکڑیان لاتے جنگل سے کبھی

بیٹھتے ستھر پہ جب کھانے طعام ۔ سات لقمہ کھا کے بس کرتے تمام

ساتھ لینے کا کچھ تھا انکو اٹک ۔ سر کہ بس تھا انکو سالن بے نمک

جب آنکھو مین نیند کا آتا خمار ۔ خواب کرتے تخت رکھ سر کے تلھار

رات کو کاندھے پہ لیکر مشک آب ۔ نیر پیاسونکو پلاتے وقت خواب

رات کو لشکر کے چوکیدار ہوئین ۔ نیند بھر کر کب نہ اپنے ٹھار سوئین

از شہر سبا آوردہ سلیمان علیہ السلام را
رسانیدہ و معتمد شد و مرتبہ یافت

واہ واہ ای ہدہد ہادی رہ
ہی سبا کے شہر پر تیرا گذر
تا سلیمان کا ہوا تو رازدار
کر اپسکے دیو کو جلدی تو بند
بند کرتا نین تو جب لگ دیو کو

ہی تجھے معلوم ہر وادی کی راہ
لا سلیمانکو دیا تو خوش خبر
تب ہوا تو تاجدار و سازدار
بعد ازان کر تو سلیمان سے انند
کب سلیمان سے ملیگا جا کے تو

در بیان موسیچ کہ آواز خوش دلکش معشوقانہ می آرد

واہ وا ای یار منہہ بولے بچن
تو اپسکا جب سنتا ہی گلا
فارسی میں نے تیرا موسیچ نام
نفس کے فرعون کو تو مار چور
بس کلام بیزبان و بیخروش

ای میرے دل کے لگن جیو کے سجن
ہو کے جاتا ہی میرا جی مبتلا
تو کرے موسیٰ نمن حق سے کلام
بعد ازان میقات سے ہو مرد طور
کان سے آوے سمجھ اپنا فہم و ہوش

در بیان طوطی شیرین گفتار گوید

واہ واہ ای بھائی راوی واہ واہ

ای میرے جی کے سجن تجھ واہ واہ

یہہ بھلا ہی تجھہ کو گرداب بلا	اس بلا سے خوب ہی کرنا گلا
نفس خر کو مثل عیسی کر ہلاک	پیشوا آوینگے روح اللہ پاک

در سخن بلبل راز مست گلزار گوید

واہ واہ ای بلبل گلزار عشق	واہ واہ ای پنچھی بیمار عشق
شوق سے دل کے زمزمہ غول اٹھہ	درد دل میٹھی زبان سے بول اٹھہ
ایکدم الحان داودی اٹھا	جیو کی چک کو کر ایس سے بتلا
زرہ داودی خواہش ہی اگر	اس لوہیکو نفس کے جون موم کر
جب لوہا یہہ موم سا ہووے نرم	عشق مین تب آوے داودی گرم

در سخن طاؤس دربان بہشت گوید

واہ واہ ای مور دربان بہشت	غم سے یکدم کو کہہ اٹھا خوش سرشت
سانپ کے سنگ نے کیا ہی تجھکو خوار	تا پڑا ہے دور تو جنت سے یار
کر دیا ہی نفس نے تجھہ دل سیاہ	گم کیا ہی سدرہ طوبی کی راہ
جبتلک مارا نہین تو مار کو	پائے گا تو کسو جہہ اسرار کو
مار ڈالے گا جبھی تو مار زشت	پائیگا آدم کی سنگت سے بہشت

در سخن شیر کہ در چاہ ظلمت از خودی شد

واہ

واہ واہ اے باز چیل واہ واہ — گر تیرے دل میں ہے مولا کی سو خواہ

سرکشی سب چھوڑ دے ہو سرنگون — درد سے کر دل کو اپنے غرق خون

گر تجھے ہی ہمت معنی بلند — دل نہ اس مردار دنیا ساتھ بند

تا دنیا پر کر نہ عقبی پر نگاہ — رکھ نہ ان سر پر بزرگی کا کلاہ

جائیگا دونوں جہاں سے جب گذر — بیٹھ ذو القرنین کے جا ہاتھ پر

در سخن مرغ زرین کہ آواز آتشین می دارد

واہ واہ ای مرغ زرین با صفا — واہ واہ ای آتشین سد راتوا

جو کچھ آگے آوے اسکو دے جلا — ڈھونڈھ کر جگ جسکی جگ سے کر گلا

جال ڈالیگا تو کچھ یہہ ہے جو سب — حق کی مہمانی کے آگے آوے تب

جب ہوا دل واقف اسرار حق — وقف کر آپ اسکو تو درکار حق

جب ہوا تو کام بن حق کے تمام — تو نہ ہوے حق رہیگا والسلام

در سخن ہمہ مرغان کہ با یکدیگر صد آراے بر داشت

از تفکری از چہ کہ در ماحاکم نیست گوید

ایکدن سب جگ کے پنکھیر و جانور — ملکے بیٹھے جمع ہو اک ٹھار پر

شوق سے لگنے لگے وے بولنے — راز دل ہر ایک لگا واں کھولنے

گر نہین اسبا کی تم کو خبر … بات میری ٹک سنو تم کان دہر

مین بہیجا ناہون اسکے شاہ کو … ڈھونڈھ لیا ہون اسکی مین درگاہ کو

کئی مدت تک مین سلیمانکی پیشگات … صدق سے حاضر رہا ہون دن رات

نین ہوا اکدم حضوری سے جدا … رازدان انکا ہوا ہون مین سدا

دے مجھے جیو کا ہی سمجھین مدام … مین ہوا انکا سدا جیو سے غلام

وہ رہے ناباج میرے یک نفس … مجھ نکہی ہدہد کو اتنا قدر بس

بولتے ہین مجھکو نکھی نامدار … مین گیا شہر صبا کو جان گدار

مین سلیمانکا لیجا کر خط شتاب … لادیا بلقیس کا پھر وہین جواب

وہ دیا مجھکو نشان اس شاہ کا … شاہ یعنے سایۂ اللہ کا

تو بوجھا ہون شاہ کو تحقیق کر … بات میری تم سنو تصدیق کر

کیا کہون کوئی مجھے ہمراہ نہین … شوق سے کوئی میرے ہمراہ نہین

جو تمہین منگتے ہو چلنے میرے سنگ … مین بھی آ حاضر ہوا ہون بیدرنگ

بیگ تو جلدی کرو چلنے بدل … آ کھڑے جب لگ نہین سر پر اجل

بادشاہ کو بد نہین بولو تمہین … کفر ہی یون نا زبان کھولو تمہین

پردۂ غفلت سے آنا باز اب … جیب سے کرنا ہما وہ اقرار [illegible]

خوش اڑا جاتا تھا وہ اسمان پر / جھڑ پڑا بازو سے اسکے ایک پر

دیکھکر اس پر کو سگلے خاص و عام / فکر سے تصویر کھینچے با تمام

مین تفاوت صورت سیمرغ سب / جگ سے مینے پیدا کئے نقش عجب

ایک پر کا یہہ سبھی بستار ہے / نقش کا سیمرغ کے آثار ہے

دیکھ اس عالم ہوا ہی مبتلا / ہی ابھی اسکا جہا مین غلغلا

تو نبی کا قول ہی اس دین مین / علم سکھنا گرچہ ہووے چین مین

یہان تو دستا ہے معما العزیز / ایک ذرہ تجھہ کو کرتا ہی تمیز

علم ظاہر تو نہ تھا اسوقت پر / صرف و نحو و فقہ تفسیر و خبر

کون ہے وہ علم ای ذیشعور / ڈھونڈھنے جاتا ہی جسکو تا و دور

چھوڑ ہے وجدی یہان اس قول کو / اب ایسکے مدعا کو بول تو

حکایت عزم نمودن جانوران بسیمرغ

جو قصہ ہدہد نے یون ظاہر کیا / بات کو اسبات پر ماہر کیا

ایعزیزان گر تمھین ہو مرد راہ / بات کہتا ہی اگر کچھ عشق شاہ

بعد ازان طایر سبھی اسبات سے / صبر و ہوش اپنا گنوائے ہات سے

ہر یکس سمکے دل سے منے بے اختیار / عشق نے سیمرغ کے پکڑا قرار

حکایت دختر بادشاہ

نقل کرتے ہیں کہ کوئی تھا بادشاہ
ایک دختر تھی اسے چون رشک ماہ
خوش حسن نازک بدن صاحب جمال
زلف ہلکا دام اور دانہ تھا خال

کھولتا ہے جب میرا معشوق لب
جیو میرا سینے منے کھلتا ہے تب

پاس اس معشوق کے پاؤں جہاں
شوق سے پرواز کر جاؤں وہاں

جسگھڑی گلشن منے کھلتا ہے پھول
جیو میرا مستی منے جاتا ہے بھول

جب نکلکر جاؤں میں گلشن سے بہار
جیو میرا تب ہوئے غم سے خار خار

خوش نہیں آتا مجھے تب بولنا
زہر دستا ہے مجھے لب کھولنا

بولنا لب کھولکر مجھکو نہ بھائے
راز بلبل کا بتاؤں کیونکہ پائے

چھوڑ کر میں پھولکو جاؤں کہاں
ڈھونڈھنے سیمرغ کو پاؤں کہاں

میں کہاں سیمرغ کی درگہ کہاں
مجھکو اسکی بارگہ لگ رہ کہاں

عشق گل مجھ ناتوان بلبل کو بس
کیا مجھے سیمرغ کی لایق ہوس

طی کروں میں کسطرح راہ دراز
کان سے لاؤں راہ کا میں کارساز

برگ میری بات کا صد برگ بس
دیکھتے جسکو بڑھے جیو کا امس

بس ہے مجھکو عاشقی از روئے گل
مغز کو کافی ہے میرے بوئے گل

حکایت جواب دادن ہدہد

بعد ہدہد کا سنو تم یہہ جواب
عشق نے گل کے کیا تجھکو خراب

جانتا ہے تو کہ گل ہے بے وفا
بے وفا سے دل لگانا کیا نفا

پھاڑ کپڑے سٹ دیا تن کے لیجا ‏ ‏ ڈھول اسکے عشق کا جگ مین بجا

غم نے گھیرا تم سنو جب وہ فقیر ‏ ‏ ہو گیا لاغر بدن جون مرد پیر

نا اُسے تھا کھانے اور پینے کا ہوش ‏ ‏ یاد مین تھا اسی کے پر خروش

یونہین گذرے دکھ مین اسکو سات سال ‏ ‏ سوکھ اسکا تن ہوا لکڑی مثال

مدعی اس راز کا سنکر خبر ‏ ‏ سیس پر درویش کے باندھی کمر

دھو لیا ہون مین تو اس دنیا سے دست ‏ ‏ دیکھ تجھ کو مین ہوا جس روز مست

اب میری اک بات ہے سچ بول تو ‏ ‏ کیون ہنسی اس روز میرا دیکھ مو

بعد ازان بولی اُسے لب کھولکر ‏ ‏ مین ہنسی تیرے خیال خام پر

اب کہا مین شاہزادی تو کہان ‏ ‏ کیون گنوایا ہاتھ سے تو قوت جان

یہہ سخن اس سنگدل کا جونکہ تیر ‏ ‏ آ لگا یک پل مین جیو سونپا فقیر

عذر آوردن طوطی پیش ہدہد

بعد ازان آیا وہان طوطی نگر ‏ ‏ تن پہ حلہ سبز گل مین طوق زر

چونچ جون مرجان اسکی لعل رنگ ‏ ‏ دیکھکر جسکو اُڑے دلبر زنگ

شہد سے لب کے کیا شکر کے ڈھیر ‏ ‏ لعل سے اپنے سنا گوہر بکھیر

عذر خواہی سے اول در پیش آ ‏ ‏ پس کہا ہدہد سے یون اے پیشوا

عذر آوردن طاؤس پیش ہدہد

مور آیا بعد اُس کو سنوار — جھلکے ہر اک پر مین کئی نقش و نگار

پاؤن اپنے ناز سے دھرنے لگا — جلوہ عاروسانہ وہ کرنے لگا

مور ہدہد کے ہوا جب آ قریب — یاد کر فردوس رو یا وہ غریب

بعد ازان بولا کہ مجھسے ایک گناہ — بہشت مین صادر ہوا صد آہ آہ

مارڈالا ہی مجھے تب سے ہنوز — ہی اسیر اُس روز سے سینے مین سوز

گرچہ مین جبرئیل ہو پنکھون گرا — شرمندہ ہی لئے سے اب تک جیو میرا

یاد جب فردوس کا آتا ہی باغ — جان و تن ہوتا ہی سارا داغ داغ

کان سے مین یاری لگایا مار سے — جو پڑا ہون دور حق کے پیار سے

جب سے چھوٹا ہاتھ سے میرا وطن — رات دن روتا ہون مین آدم نمن

ہے ابھی یہہ آرزو میری یہان — جو مجھے لیجائے کوئی سیر مکان

جواب دادن اور

پس کہا ہدہد کہ سن تو ای گنوار — بادشہ کے گھر مین تو سکتا ہی ٹھار

کیون ملیگا گھر تجھے جب شاہ کا — ہوئیگا کیون محرم اس راہ کا

جا تو اول بادشہ کا ہو نفر — بعد ازان جا دیکھ اس کا دار گھر

گھر دہنی کے بعد گھر کیا کام آئے — کوئی خالی گھر مین کیا آرام پائے

حکایت شاگرد و استاد

ایک تھا شاگرد و لیکن عقل جاہل

ان کیا استاد پہ پیارے سوال

حضرت آدم تھے خاص جون

حق نکالے انکون جنت سے کیون

پس کہا استاد اس تلمیذ سے

نیک تھی اول مین آدم کی ذات

سب نکھیون سے پاک ہون مین پیرتن
پاک جامہ پاک جاگہہ پاک من

مین چلون جون اولیا پانی پہ اب
گر کرامت کوئی کرے مجھسے طلب

بسکہ یون پانی سے ہے میرا جسم
نا رہون جز آب کے سن ایکدم

اور کچھ غم بھی دل اوپر آئے جب
دیکھتے پانی کو دھو یا جائے سب

تازگی پانی سے مجھکو ہی مدام
مین چلون خشکی پہ کیون اینکنام

آلگا ہی کام میرا آب سے
آب بن یہہ جیو رہے کن تاب سے

تم سنو ہی آب سے عالم حیات
کیسے بیٹھون آب سے اب ہو کے ہات

نین ہی طاقت مجھہ کو جو مین کرکے
جا کے دیکھون ملک جہان ...

جسکا ایسا ابتدا سے حال ہو
کب ملاقی شاہ سے ...

جواب دادن ہدہد بط را

پس کہا ہدہد نے ای پانیکے میت
کیون نہ ...

کیون بگڑ سی ہی تو پانی چرا
نین ... در ...

گند اپنا ہر کوئی پانی سے دہوے
آب ... مجھہ کو زیادہ گند ہوئے

گھٹ پری نبدھتی ہے پانی ساتھ دل
گھٹ بہری تو ہی تو جا پانی مل

پاک پانی کے مثل تو جب لگون
گھٹ ہر پانی کا کب لگن دیکھیگا ہون

حکایت حضرت سلیمان علیہ السلام

تب سے گوہر ڈھونڈھتا ہون رات دن | کرنا لگتا ہی صبر مجھہ کو کٹھن
اس دنیا مین جسکو ایسا یاقوت ہو | کیون نہ موج خون رنگ یاقوت ہو
بھاگ گئی ہی بھوک اور اڑ گئی ہی خواب | دل پڑا ہی کشمکش مین جون طناب
عشق گوہر کا نہین ہی جس کسے | وہ مجھے تو چشم ہیچو ہر دسے
عشق بے جوہر کہو کیا آئے کام | زندگی ناچیز ہے اسکی تمام
مین تو ہون عاشق گہر کا مست | جانتے ہین مجھہ کو سب گوہر پرست
نین گہر کے بعد مجھہ کچھہ جستجو | جیب پر میری ہی نت یہہ گفتگو
غم سے گوہر کے ہیرا جی مبتلا | جب سے دلکو روز و شب ہی تلملا
بس ہے مجھہ کو لعل گوہر کا بیان | ہر گدا کو بادشاہ لگ رہ کہان
مین کہان کیا شاہ کا پاؤن وصال | کان ملے مجھہ سیمرغ صاحب جلال

جواب دادن ہدہد کبک را

بعد ازان ہدہد نے بولا بیدرنگ | کس سبب کرتا ہی اتنا خدرنگ
کس سبب کھاتا ہی تو خون جگر | رنگ جوہر دیکھہ کر اے بدگہر
کیا ہی گوہر اصل مین رنگین کہان | رنگ پر بھولون نہ اسکے الیجان
گر کبھی جاوے نکل کر اسے رنگ | سنگ سا آخر دسیگا تجھکو سنگ

کیا کریگا تو گہر کو ہی عجب | جوہری کی دل مین دہر دایم طلب

عذر آوردن ہما پیش ہدہد

بعد ازان آیا ہما با کر و فر | سایہ جسکا بادشاہونکا چھتر
بولنے لاگا کہ ای پنچھیون مین | لالچی بھی کس پنچھی کے سار نہین
اصل مین رکھتا ہون مین ہمت بلند | گوشۂ عزت مین کرتا ہون انند
نفس کو اپنے رکھا ہون خوار کر | تو دیا عزت مجھے حق پیار کر
جانتے ہین جو ہما میرا ہے ناؤن | پس ہمایون کیون ہوے میری چھاؤن
ہڈ مثل اسکو سمجھتا ہون ذلیل | بس ہی مجھ کو بزرگی کی دلیل
گر فریدون ہی و گر جمشید شاہ | چھاؤن سے میرے ہوئے ہین بادشاہ
سایہ پرور دہ ہین میرے سب ملوک | کب گدا طبعان سے ہوئے ہین ملوک
بادشاہان خوش ہین میرے نام سے | بادشاہی پائے میری چھاؤن سے
ہین کب سیمرغ کا پروا مجھے | کس سبب اس تئی ہووے سروا مجھے

جواب دادن ہدہد ہما را

پس کہا ہدہد نے ای نفس غرور | چھاؤن اپنی کر جہان سے دور دور
کون کہتا صاحب دولت جلال | ہے کتے کے مثل تو ہڈی پر خوشحال
نا پڑو یہ چھاؤن تیری تسپہ آج | کاش کہ ہوتا تجھے اس عیب سے لاج
فرض کیتا مین کہ جگ کے بادشاہ | ہووے تیری چھاؤن سے عالم پناہ

حکایت عاشق شدن بادشاہ غلام

بسکہ مین محنت کیا ہون روز و شب
نفس کو اپنے سکھایا ہون ادب

تا اگر کوئی مجھ کو اس شاہ سے ملائے
شاہ خدمت کا مجھے شایستہ پائے

مین کدھر سیمرغ کو ڈھونڈھتا پھرون
جب بھٹکتا راہ مین کدھر سے مرون

بس طمع ہی مجھ کو شاہ کے ہات سے
کیا مجھے درکار ہے اسباب سے

لاڑلا سلطان کا جو کوئی ہوئے
ہے دیوانہ وہ جو ڈھونڈھے اور کو

آرزو میری یہ ہے اے ذو وقر
مین چکھون نت شہ کی خدمت کا ثمر

جواب دادن ہدہد باز را

پس کہا ہدہد نے کا ے دیوانہ باز
کیون ہوا ہے تو گرفتارِ مجاز

پادشاہ وہ نہین کہ ایسا اور کوئی
اس خراب آباد مین دنیا کے ہوئے

بلکہ شہ وہ ہے جو ہووے بے مثال
بادشاہی کو نہ اسکی ہو زوال

پادشاہ وہ نہین جو کوئی کبھیر نہین
کیون سو کہنا شاہ اُس حیسد [illegible] نہین

پادشاہ تو ہے سچا سیمرغ آج
اور کوئی نہین بادشاہ ہے اسکے تاج

نین ہے اس دنیا کے شاہونکو وفا
کام انکا ہے سدا جور و جفا

ہے جو کوئی انکے نپٹ نزدیکتر
ہر دم اسکے جی پہ ہے خوف و خطر

صحبت اُن شاہونکی ہے آتش مثال
الحذر آتش سے اے صاحب کمال

جب اٹھی آتش وہ ناگہہ جیت کر
جل بھسم ہو جاوین پل مین ادھر

تو کہین پوشیش بھی بیش چوبدار
یعنے آگے سے نکل اے ہوشیار

مین جو دریا سی نہین ہون جانور — خشک رہتا ہون لب دریا اپر

گرچہ ہی دریا کو سو بھانت جوش — مین نکر سکتا ہون اس سے قطرہ نوش

عشق اک دریاو کا ہی مجھ کو بس — اور سیکے عشق کا نین مجھ ہوس

ہی یہی غم دل منے میرے نہان — تاب اس سیمرغ کا مجھ کو کہان

جواب دادن ہدہد بگلہ را

پس کہا ہدہد نے سن اے بیخبر — ہے تو دریا پر نہنگ اک جانور

آب اسکا ہے کبھی شیرین کبھی شور — جوش اسکا ٹھیر ہی اور کبھی زور

حال اسکا ہر گھڑی ہر طور ہی — دور اسکا پل منے کچھ اور ہی

چھوڑ اپنا ٹھار آگے آئے کب — پھر جو دیکھو تو پیچھے ہٹ جائے کب

کئی عزیزان کے ڈبایا ہی جہاز — جیو دنے ہین کئی غریبان نیاز

جائے گر غواص دریا کے بھتر — غم سے ڈر کے دم کو پکڑے کھینچکر

جو کبھی دم چھوڑ دے تو ہین بس — مردہ ہو پانی پہ آوے جو تکہ خس

اس سے کسکو کچھ وفاداری نہین — کام اس کا جز جفاکاری نہین

جب تلک دریا سے تو نابھار آئے — خوف ہووے جو مبادا ڈوب جائے

وہ تو محبت یار سے کرتا ہی جوش — ہی کبھی مستی سے اور کبھی خموش

وہ تو اپنا ڈھونڈھتا ہی کام دل — پائے گا تو اس سے کب آرام دل

حکایت شخصی کہ با دریا سوال کرد

کفر ہیگا عشق گنج و عشق زر
گر نہین آذر تو زر کو بت نہ کر

ہی عبادت زر کی آخر کافری
ہو نہ تو زر کے بدل جون سامری

جسکے دلمین عشق زر کرتا ہی دخل
صورت اسکی ہووے محشر مین بدل

حکایت شخصی کہ سبوا از زر پر کردہ زیر زمین مدفون کردہ بود

ایک سبو زر کا رکھا تھا کسنے گاڑ
پس چھپا اک روز وہ دنیا کے آڑ

سال کے بعد از مگر اسکا پسر
خواب مین دیکھا کہ روتا ہی پدر

گھسکے صورت ہوسکے پھرتا ہی وہان
گاڑ کر زر کو رکھا تھا وہ جہان

پس کیا فرزند نے اسکو سوال
کیون تو پھرتا ہی یہان اب بول حال

پھر کہا یہہ گھسکی صورت ہے تو کیون
اس کہا جس زر کی الفت ہووے جیون

صورت اسکی کر تو میرے سے قیاس
پند سن لے ای پسر مجھہ باپ پاس

عذر آوردن ٹھجن پیش ہدہد

بعد از ان آیا ٹھجن زار و نزار
سر سے پا لگ مثل آتش بیقرار

راز دل کہنے لگا ہدہد سے یون
مین چلون سیمرغ تک تجھہ ساتھہ کیون

مین ایسے تو ٹھار کا ہون جانور
نا پڑے بازو کو ہلنا زور زر

بسکہ ہون چیونٹی سے سست و ناتوان
کسطرح سے چلکے مین جاؤن وہان

مجھہ سے عالم ایک جہان فایق ہووے
وصل اسکا کب مجھے لایق ہووے

مین جو چاہون اسطرف جاؤن اگر
موت آوے راہ مین یا چلجائین پر

ایک شب یوسف کو سپنے مین دکھا   جو مانگے اپنے آگے لینے بلا

یاد آیا یونہی پھر امرا تہ   بعد ازان چپ رہے مکے ماری ایک آہ

جب اٹھے وے خواب سے ہو کر جدا   آئے پھر جبریل کہتا ہی خدا

نام یوسف نین لئے تو کیا ہوا   آہ کا تو یک الم پیدا ہوا

جانتا ہون مین تمھاری آہ کو   آہ سے تو رہے ہے استنباہ کو

عذر آوردن ہمہ جانوران پیش ہدہد

بعد ازان سب جانور آتے چلے   عذر کئی کئی بھانت کے لاتے چلے

ہر کسی کو عذر ہر ایک ذات کا   سر نہ سیوت پائے کوئی جس بات کا

گر کہون مین تجھ کو ہر ایک بات باز   داستان معنی کے ہوتے ہین دراز

ہر کسی کو جب ہوا یو عذر لنگ   ل سکے کیونکر کہ وہ عنقا کے سنگ

جس مین ہمت کا نہو ذرہ نشان   وہ کہو سیمرغ لگ جاوے کہان

مرد ہونا سخت اس رستے مینے   درد چاہے عشق کا ہر ایک مینے

جب نہین ہے دل کو تیرے ذرہ تاب   کیون سکیگا دیکھ تو وہ آفتاب

ایک قطرے سے آ ہین جب ڈوبجائے   تھاک دریا کا کہو تو کیونکہ پائے

لایق درگاہ مرد خام نین   وہان کسی ناپاک کا کام نین

حکایت ہمہ مرغان و سوال کردن با ہدہد

سب طیوروں نے سنے یہہ قیل و قال   تب گئے ہدہد سے ملکر یون سوال

جو ہوا یوں اسکو مستغرق سمجھ — کفر ہی گر تو کرے گا حق سمجھ
وہ حقیقت مذہب کفار ہے — تو لئے ہین وسے دیوا و تار ہے
گر تو سمجھا ہے اسکو سایہ گر — نین علامت ہے تجھے بے بہرہ ور
گر نہوتا جگ مین سیمرغ الغلان — تو نہ ہوتا سایہ اور نام و نشان
گر تجھے دیدہ نہین سیمرغ ہین — دل تیرا جون آرسی روشن نہین
جو کہ اس عالم منے پیدائش ہے — اول اسکا اس جہان مین سایہ ہے
جب کوئی نین دیکھ سکتا وہ جمال — آرسی پیدا کیا ہے ذوالجلال
کیا ہے وہ آئینہ مین تجھ کو کہوں — دل تیرا ہے دیکھ اسمین اپنا موں

حکایت بادشاہ صاحب جمال

ایک تھا کوئی بادشاہ صاحب جمال — حسن کے عالم مین تھا وہ بےمثال
مصحف اسرار محبوبی اتھا — حسن اسکا آئینہ خوبی اتھا
کسکو ہے طاقت کہان کی مجال — جو کہ دیکھے آنکھ بھر اسکا جمال
حسن کا اسکے جہا مین غل پڑا — عقل کے دامن ما ہے کھل پڑا
جب نکلتا تھا کہین ہو کر سوار — منہہ کا اپنے ڈالتا برقع سنوار
پس وہ برقع پر جو کوئی کرتا نگاہ — سر کو اپنے کاٹتا وہ بیگناہ
نام اسکا گر زبان سے کوئی لے — کاٹ کر وہ جیب اپنی پھینکدے
کوئی رکھتا گر خیال وصل یار — پھاڑ دیتا کر گریبان تار تار

گم نہ تو سایہ مین ہووے بوالعجب — گر تجھے سیمرغ کی کچھ ہے طلب
ہوویگا جب دلکو تیرے فتحیاب — پائیگا سامنے کئی آفتاب
سایہ جب خورشید مین گم پائیگا — تو آپ ہی خورشید ہوکر آئیگا
جونکہ او تھا سکندر شہ قبول — بھیجنے چاہے اگر وے کین رسول
تو رسولونکی مثل شاہ جہان — کر لباس آپ ہی اسکا جاتا وہان
بعد از آن تا پس مطلب کو پیش — سن کہا ہی شہ سکندر اس رویش
کوئی نہ سمجھے اسکو ہرگز ہی کہ یو — ہی سکندر بادشاہ راز جو
آشنا بھی نین ہے تھا جانتا — بے پہچانت اسکو کیون پہچانتا
اسطرح ہر دل مین رہ اس شاہ کو — لیک نین ہے راہ دل گمراہ کو

حکایت بیمار شدن ایاز و بے قرار شدن سلطان محمود

ناگہانی جب ہوا رنجور ایاز — پس پڑا خدمت سے شہ کی دور ایاز
یہہ خبر سنکر وہین محمود شاہ — ایک خادم کی طرف کر کر نگاہ
جال تو کہہ نزدیک تر حال ایاز — بول اسکو یونکہ اے شاہ نواز
بسکہ مین تجھہ قرب سے گرد و رہون — غم سے تیرے رنج کے رنجور ہون
جب سے تو رنجور ہی اور مین بھی ہون — جا بتا نین تو کہ مین ہون پاک بین
گرچہ تن میرا ہی دور اسے ہمنفس — جیو میرا اشتاق تیرے پاس بس

جب سنے پنکھیوں نے ہدہد کے سخن — فہم کیتے رمز اسرار کہن
سب کو ہوئی سیمرغ کی ہمت درست — سب کو جانیکی ہوئی ہمت درست
سب یہہ باتین سنکے آئے رہ اپر — سب ہوئے ہمدرد اپسمین سر بسر
بعد ازان پوچھے کہ اے ہادی ہمین — کسطرح یہہ جاوین چل وادی ہمین
شاہ کا تو ہے سچا عالی مقام — جا کے پہنچین ہم ضعیفان کیون تمام

جواب دادن ہدہد پرندگان را

ہدہد رہبر نے بولا بعد ازان — عاشقان کے کھتے ہین پروے جان
جو کرے گا ترک جان عاشق ہے وہ — خواہ زاہد ہے ویا فاسق اچہو
دل ترا دشمن ہے جی کا جی کا ٹھاٹ — آج جبکی چھوڑدے آسان ہے باٹ
جیو تو رہیگا ہے اٹک جیو کر نثار — کھول دیدہ دیکھ لے دیدار یار
گر تجھے بولین کہ ایمان چھوڑ دے — گر کہین تجھ کو کہ تو جان چھوڑ دے
تو وہین یکبارگی دونو کو چھوڑ — جان اور ایمان سے بھی مکھ کو موڑ
عاشقون کے ہین یہہ برتر دو مقام — عشق کو ہین کفر اور ایمان سے کام
آگ سے عاشق کے سب عالم جلے — دم نہ مار سر پہ گر آرا چلے
درد خون دل ہے لازم عشق کا — قصہ مشکل ہے لازم عشق کا
عشق تو بے پردہ ہے ہونا پردہ سوز — پردہ جان ہو جان کھونا پردہ سوز
عشق کا ذرہ دو جگ سے خوبتر — ذرہ عشاق کا محبوب تر

حد سے گذرا تھا نماز و روزہ دین
کوئی سنت رہ گئی تھی سو نہین

دین کے اسوقت جو کوئی تھے امام
دیکھ کر انکو رہین بیخود مدام

کسب اور کشف و کرامت مین فہمی
صاحب اسرار مرد معنوی

زہد مین تھا صرف انکا روزگار
راتکو وہ جاگتے دن روزہ دار

گرچہ انکے پاس کوئی بیماو آئے
دیکھے اسکے تندرستی پلمین پائے

خلق کو علم و ارشاد مین مدام
مقتدا سب عالمین تھے والسلام

ناگہان سمجھے اپس اصحاب جون
یو نہین دیکھے رات کے بیچ خواب کون

وے ابین ہین روم مین اونکو ایک
سجدہ کرتے ہین سمجھ کر کام نیک

جو یون دیکھے خواب بیدار جہان
حیف کہا دلمین کہے اید وستان

سخت مشکل مجھکو اب پیش آئی ہے
جیو میرے پر یہہ بلا کیا آئی ہے

نین سمجھ اس غم سے تو کیون جان بچے
سہل تر ہے جان اگر ایمان بچے

اس وضع ہی کسکو مشکل در جہان
جو پڑی ہے دلمین تیر ناگہان

گر یہہ مشکل یہان جو ہووے مجھ سے حل
نین تو میری جان پر ہی کچھ خلل

ور نہین کھلتی یہان کچھ یہہ گرہ
خوف ہے وہانکا مجھے بیشک و شبہ

پس مجھے تو روم کو جانا بھلا
عاقبت کا غم نہ مجھے کھانا بھلا

جا کے دیکھو خواب کی تعبیر کو
خواب کے تعبیر سے تقدیر کو

بعد ازان پھر وہین سے کئے عزم سفر
چار سو لے سنگ مریدان معتبر

گرچہ شیخ اپنی نظر کرتے تھے بہار — دل ہوا سینے میں لیکن خار خار

عشق کی آتش اٹھی دل سے بھڑک — عقل کا مایہ کیا پل میں ترک

بود تھا وہ ہو گیا نابود سب — خانۂ دل ہو رہا پر درد سب

خود سے بیخود ہو گنوائی خود شکل — ہاتھ سے جا گر پڑے پانون سے نکل

عشق نے دین سے لیا جان لوٹکر — زلف نے کافر کے ایمان لوٹ کر

عشق نے کی جان و دل پر گھات سو — جان اور دل سے رہے بے آس ہو

پس کہے جیو دین گیا تو دل بھی جاو — جان پر آفت جو کچھ آوے سو آو

جب مریدان ان کو دیکھے اس وضع — کوئی نہ سمجھے کیا ہے یہہ سرِّ قضا

سر بسر اس کام میں حیران ہوئے — فکر و غم سے جیو سرگردان ہوئے

پند کرتے سو نتھا کچھ سودمند — عشق کو کب سودمند آتا ہے پند

پند کوئی دیتا تو کرجانے گلا — جانتے اس پند کو جیو کی بلا

پند کو دیوانہ کب خاطر میں لائے — درد درمان سوز درمان کیونکہ پائے

یون رہا تھے درد و غم سے بیقرار — چاک جبے سے لا رہا تھے منہ پسار

جب سیاہی رین از پردۂ سیاہ — پھار آئی جونکہ ظلم و درد و آہ

گھن پہ تارون کے لگے روشن چراغ — شیخ کے دلکو ہوا ہے تازہ داغ

عشق انکا ایک جا کر سو ہوا — شوق سینہ میں گرہ جو جو ہوا

دل کو اپنے اور عالم سے اٹھائے — غم سے اور ماتم سے سر پہ خاک بھائے

روز کا ن ہی نالہ و زاری کرون — ہوش کا ن ہی نا خبرداری کرون
عقل گئی اور حلم بھی اور صبر بھی — یکبیک یارب نکلکر گئے سبھی
ناصبوری ہے مجھے نا وصل یار — کچھ عجب ہی عشق کا یہہ کاروبار
بعد ازان سب یار دلداریکو آئے — شیخ کا غم دیکھہ غمخواریکو آئے
ایک نے بولا کہ ای روشن گہر — چھوڑدے وسواس اٹھکر غسل کر
شیخ نے بولا کہ ای صاحب نظر — غسل مجھہ کو آج ہی خون دل سے بس
بھی کوئی بولا کہ ای تسبیح خوان — ہی تمھاری آج وہ تسبیح کہان
شیخ بولے کام کیا تسبیح سے — مین نہ رکھتا ہون مگر زنار سے
بھی کوئی بولا کہ ای پیر کہن — توبہ کر اس بات سے سن لے بچن
شیخ نے بولا کہ مین تو بارہا — ننگ اور ناموس سے توبہ کیا
بھی کنے بولا کہ ای دانائے راز — چل شتابی یہان سے اور اب کر نماز
شیخ بولے کان ہے محراب بھون — جو نماز اپنی گذارون جاکے وہان
بھی کنے بولا کہ کب لگ بات یو — اٹھہ خدا کو سجدہ کر ای نیکخو
شیخ بولے یونکہ وہ بت ہے کہان — جو اسے سجدہ کرون جاکے وہان
بھی کہا کسنے پشیمانی نہین — یکذرہ تجھہ کو مسلمانی نہین
شیخ بولے مین پشیمان ہون سو ہون — جو اول سے نین ہوا عاشق سو کیون
بھی کوئی بولا کہ شیطان راہزن — راہ کا تیرے ہوا ہے سن سخن

بات یون کرنے لگی ہے سہجین سہج — کیا سبب بیٹھا ہی یہان اے سہج

کب کرین اے شیخ فانی خود پرست — زاہدان ترسا کے کوچے مین نشست

شیخ بولے کچھ نما نو تم برا — لیگئی ہی تو سو میرا دل چرا

ای بت ترسا نکو ترسا مجھے — دل اپسکا دے نہ پھر ترسا مجھے

یا میرا دل مجھ کو دے یا مجھ سے مل — نین تو مین یہان ہو رہا ہون پابجل

ای جفا جو ناز نین ترشی نہ کر — آ میرے سینے سے لگ دو رنگی نکر

دل دیا ہو نین تجھے اے سنگدل — بند اپنے لطف سے مجھ سنگدل

اے چمن آرائے سرو نو نہال — آ میرے بر مین مجھے اب کر نہال

دور کب لگ آ میری انکھون مین بیٹھ — دیکھ درد دل میرے سینے مین بیٹھ

نا میرے دل کو ہی نا سینہ مین چین — دل سے پر غم دیدہ پر نم دن رین

کیا کرون کان جاؤن بولون کس کنے — نا میرا دلبر ہی نا دل مجھ کنے

بسکہ تیرے غم سے اے دلبر نگار — دل گنوا کر ہو رہا ہون خاکسار

مہر سے کر سر فراز اس خاک کو — خاک سے پہنچا مجھے افلاک کو

بعد ازان ہنسکر کہا اس مست نار — ای بوڑے بیہوش ای پیر گنوار

سر ہوا ہی اب تیرا کافور سا — فکر کر جا تو کفن اور گور کا

گر تیرا دم سرد جون کافور ہی — عشق کی گرمی سے تو معذور ہی

تو تو اپنے قوت کا محتاج ہی — گر تجھے روٹی ملے تو راج ہی

سر بسر اپنا گنوائے عقل و ہوش
بیخود و بیہوش کر دیا جام نوش

جب ہوا ایکجا شراب عشق یار
شوق یک جا آہو چندین ہزار

دیکھہ اسکے نوش لب کا نوش خند
ہو گیا دل زلف کے پیچون مین بند

بار دیگر بھی طلب کر جام نوش
نوش جان کرنے سو آیا دلپہ جوش

جو کتابین آپ کی تصنیف کین
قابل توصیف اور تعریف کین

حفظ قرآن جو کئے تھے سر بسر
سب گیا یکبارگی دل سے بسر

کچھہ رہا نہین یاد غیر از عشق یار
یاد تو سر تاب عاشق بیقرار

ہاتھہ ڈالا شیخ جب اسکے اوپر
بولی تب یون ناز سے وہ سیمبر

کای فلانے عشق کا دعوی اگر
جھوٹھہ ہی دعوی یہہ تیرا سر بسر

عاشقی کا جب نکو تو لاف مار
عاشقی بن کفر کے کب سازوار

کفر مجھہ زلفون بدل اختیار کر
ہین تو اپنی راہ لے جا ہر کدھر

شیخ تو اسکے پھنسے تھے دام مین
ہو رہے حیران اپنے کام مین

جب نتھا کچھہ انکو ہستی کا اثر
گم گئے تھے اپنی ہستی کی خبر

اب تو مے پیکر ہوئے سرشار مست
عشق زور آور پڑا یہہ زیردست

پیر اگر عشق سے رسوا ہوئے
ترس حق کا چھوڑ کر ترسا ہوئے

پیر کہین کہنہ مین تازے لگن
یار خاطر پس رہے کسطور مین

عاقبت وہ شیخ بھی مست ہو
سنگدل سے بات بولے سن کہ تو

مجھ کو تیرے غیر ای نیکو سرشت — جو بتر دوزخ ہی نا سا لون بہشت

بعد ازان اُسنے سنے جب یہہ سخن — لطف سے بولی کہ ای میرے سجن

گرچہ اتنی مہر کی نین تجھ مجال — پس میرے خوکان چرا جا ایک سال

شیخ نے لاچار ہو کر اختیار — خوک بانی کا کیا دل سے قرار

عاشقی کا کچھ عجب ہی رسم و راہ — تا سمجھ مین آئے اجلا نا سیاہ

یہان تلک نین اس شیخ کی کچھ چوک ہی — ذات مین ہر ایک کی سو خوک ہی

نفس کے خطرے مین کیا خوکو لیئے — پرورش مین اُنکے تو ہی دمبدم

جب تو حق کی راہ مین جانے منگے — کئی ہزارون خوک و بت آوین اگے

دے جلا یہہ خوک بت ای دیندار — یا کہ رسوا کر اسکو شیخ سار

الغرض جب شیخ وہ ترسائی ہو — روم کے خوکون منے رسوائی ہو

یار اُنکے اس گرفتار یکو دیکھ — خاک ڈالے سر مین اس خواریکو دیکھ

بعد ازان سب مل گئے عزم سفر — تا چھپاوین روم سے رو ہر کدہر

پس مرید اک شیخ کے نزدیک جا — یون غرض کی کای ہمارے پیشوا

ہی ہمارا قصد گر فرمان پائین — جو نکل اسشہار سے کعبہ کو جائین

یا ہمین بھی ہوئین ترسا جو کہ آپ — سر بسر یک دہرتے رسوا جو کہ آپ

یا کہ تمکو یہان اکیلا چھوڑ کر — جا نوا ڈالین گلے مین سر بسر

شیخ بولے تم نہین اب دیر لاؤ — جان تمھین جانا ہی جلد ہی سے جاؤ

جو تمہین وہان شیخ کو یون چھوڑائے | کیا کئے ہو تم برائی ہائے ہائے
دوستان تو دکھ منے ہوتے شریک | سکھ منے تو ہوئے بیگانہ نزدیک
کہو تمھاری کس وضع یاری اچھی | کس روش کی یہہ وفاداری اچھی
جب لیا اس شیخ نے زنار ہاتھ | تم گلے مین ڈال لینا تھا سنگات
او گئے تھے جبکہ ترسائی قبول | پس تمھین بھی اوہی کرنا تھا حصول
او تو عاشق ہو کے بدنامی لئے | تم جدا ہو اُنسے کیون خامی کئے
عاشقان تو سر بسر بدنام ہین | جو ڈرین اس راہ مین سو خام ہین
بعد ازان یاران کہے ای نیک خواہ | یہان تو ہرگز نہین ہمارا کچھ گناہ
بارہا ہم شیخ سے مانگے رضا | جو ہمین بھی ہوئین کافر اس وضا
چھوڑ کر اسلام کافر ہو رہین | روم مین تو ہم بھی سوا ہو رہین
شیخ سو اسبات کو نہین مان کر | کسکو اپنے کام کا نہین جانکر
ایکباری سب کو فرمائے رضا | تب ہمین لاچار ہو کر لی رضا
بعد بولا او مرید معتقد | گر تمھین اس کام مین ہوتے بجد
شیخ سے جس وقت پائے تھے رضا | وہین لیجانا تھا خدا سے التجا
کای خدایا بخشدے اس پیر کو | درگذر کر پیر کی تقصیر کو
کوئی اس درگاہ مین آیا نہین | جو اسکا مدعا پایا نہین
جب سُنے اس مرد سے یہہ بات یار | ہو رہے آپس منے سب شرمسار

عجز سے تیرے کیا ہین شکوہ دور
کر دکھایا ہون شفاعت کا ظہور

شیخ کا گرچہ گنہ تھا بیقیاس
مین اسے بخشا لیا ہون جھکے پاس

جانتا تو ہین کہ لاکھون سو گناہ
سب نکلجاتے ہین اک آہ مین آہ

بحر کو احسان کے جب آتا ہی پور
سب گنہ جاتے ہین بہ کر بالضرور

یہہ بشارت جبکہ پایا وہ مرید
اٹھکے یاران پاس آیا وہ مرید

کشف کا احوال وہ سب کیا بیان
پس ہوے سارے عزیزان شادمان

بعد ازان سب مل کے آئے پیر پاس
پوچھتے گیا ہین تو پیر حق شناس

ہی بہت سوز جگر سے بیقرار
سینہ بریان چشم گریان زار زار

جا نو ڈالے گلیسے شیخ توڑ
ست ڈئے ہین جو رکرنا قوس پھوڑ

پھونین پر شکے ہین ترسائی کلاہ
پھاڑ کر ڈالے وہین کرتا سیاہ

دیکھ کر یارو نکو اپنے دور سے
آشنائی تازہ پائی پور سے

شرم سے تن پر کئے کپڑونکو چاک
عجز و زاری کی لئے سر پر وخاک

یک رگت رور وکے لیوین چشم بھر
یک سو میٹھا جیو سمجھین تلخ کر

یک لگن سے آہ کے جالین دلق
یک اپس مین ہور رہین حیران ودق

حکمت و توحید و قرآن و خبر
جو گیا تھا سر بسر دل سے بسر

یاد آیا پھر کے سب اکبارگی
گئی نکل کر جہل اور بیچارگی

جب اپس کے حال پر کیتا نظر
بیچ سجدہ جا کے روئے نین بھر

راہزن ہو نہیں اس دیندار کی — کون ہے پاپن کوئی مجھ سا رکی

مرد کو تجھ راہ کے گمراہ کیا — ای خطا مین ہائے کیا آگہ کیا

اس گنہ کا کس وضع مین دون جواب — تو ابھی مجھ کو دکھا راہ صواب

بسکہ کرتی اس وضع جوش و خروش — تا دیا اسکو ندا ہاتف نہ خوش

ای بلا ماری دکھیاری باؤلی — کھول انکھیان دیکھ تقصیر آپکی

جس وضع تو شیخ کو رسوا کئی — دین چھوڑ اکر اسکو ترسا کئی

اس وضع اب کفر سے تو توڑ دل — دوڑ جلدی شیخ سے تو جا کے مل

پاک دل سے توبہ کر ای زن خراب — ڈھونڈھ جا کر شیخ ہو مومن شتاب

کیا بیدین تھا اسکو تو نے اوّل — دین مین اس مرد کے آباد دل

گرچہ تھا اس شیخ کا عشق مجاز — تو حقیقی عشق سے ہو سرفراز

سن ندا وہ زن اٹھی ہشیار ہو — کفر سے یکبارگی بیزار ہو

سر ننگے اور پاؤن سے نکلی بہار — جستجو مین شیخ کے بے اختیار

نا سمجھتی ٹھوکران نا رہ کے خار — سینہ پھاڑ سی نین جاری خونبار

تا تلک وہان شیخ کو ہوئی آگہی — راہ چلتے وہین اٹھے سبھی

بعد ازان سب کو وہین سمجھا دیے طرز — سنگ لے کر شیخ سبکو آتے ہین

دیکھتے کیا ہین کہ زن ہے زار و زرد — سینہ بریان چشم گریان آہ سرد

سر ننگی اور چاک تن کا پیرہن — لوٹتی ہے خاک مین مردہ تمن

حکایت یکدل شدن مرغان و رفتن بدرگاہ سیمرغ

حکایت حضرت شیخ بایزید بسطامی قدس سرہ

جب سنے ہدہد سے یہہ قصہ نجھی ۔ شوق دل سے سب تڑپنے جون مچھی
عشق سے سیمرغ کے سب ایکبار ۔ ہو رہے سب دلمین اپنے بیقرار
متفق ہو عزم کیتے راہ کا ۔ شوق پکڑے شاہ کی درگاہ کا
بعد ازان کیتے اپسمین فکر سب ۔ راہ کا سردار کرنا سکو اب
کام بے سردار تو بنتا نہین ۔ یہان تو کسکو کوئی بھی گنتا نہین
مصلحت یہہ ہے کہ سب کے نام سے ۔ قرعہ ڈالکر پس کھینا اسکام سے
نام سے جس جانور کے قرعہ آپڑے ۔ سرور و سردار وہ سبکا کہلائے
ہے سزاوار اسکو تاج سروری ۔ اسکی سب ملکر کرین فرمانبری
تا مگر سیمرغ کو پاوین ہمین ۔ ذرہ ہو خورشید تک جاوین ہمین
جب بچارے بات کو سب اس وضع ۔ قرعہ سب کے نام ڈالے اس وضع
ناگہان قرعہ پڑا ہدہد کے ناؤن ۔ پس گرے اپنے پرونکی اسپہ چھاؤن
حکم مین اسکے ہوئے سب جانور ۔ اسکو بیشک اپنا سمجھے راہ بر

حکایت سرداری دادن ہمہ مرغان ہدہد را

جب دئے ہدہد کو ملکر سروری ۔ سر پہ اسکے لا رکھے تاج سری
کئی ہزاران جانور سنگ ہو چلے ۔ شاہ کے مشتاق یکرنگ ہو چلے
جبکہ آئی راہ وادی کی اگے ۔ بن بہانے دیکھ کر سب ڈگمگے
دلمین سب کے یکبیک ہیبت پڑی ۔ خوف کے لرزے تب آکر چڑھی

راہ کو دیکھی تو سیوٹ نا دسے | رنج رہ ایسا کہ دارو نا جسے
باد استغنا کی یوں چلتی ہے ان | گر کہوں تو جائے اڑ کر آسمان
پس کہو ہاں یہہ تیکھی اب کیا کریں | دیکھتے جیو کا زیان کیوں نا ڈریں
وے تو چلکر آئے سب ہدہد کنے | کچھ سو دل امید اور کچھ ڈر ستے
پس لگے کہنے کہ اے انا راہ | جانتے نئیں کیا ہمیں آداب شاہ
تو رہا ہی ٹک سلیمان کے نزدیک | قرب ہیگا تجھ کو سلطان کے نزدیک
جانتا ہی تو رسم ادب ملوک | راہ کا معلوم ہی تجھ سب سلوک
ہی عیان خوف و خطر کا تجھ شمار | تو پھرا ہی گرد و روزگار
تو ہماری راہ کا ہی پیشوا | نیند دنیا ہم کو ہی تجھ پر روا
چل ابھی منبر پہ چڑھ کر وعظ بول | جو گرہ دلمیں ہمارے ہی سو کھول
کر بیان شاہ ہونکی خدمت کا طریق | دے جواب اسکا جو کچھ پوچھیں رفیق
کھول اول ہر اک دل سے تو گرہ | تا کریں ہم طے جمعیت سے یہہ رہ
بسکہ ہی درپیش یہہ راہ دراز | خوب ہے اول سے ہونا چارہ ساز

حکایت جواب دادن ہدہد مرغان را

بعد ازان ہدہد نے اک ڈونگر پہ چڑھ | خطبہ پڑھنے کو لگا منبر پہ چڑھ
دو طرف باز و کو دو سقری ہوئے | کون وہ سو بلبل و قمری ہوئے
جب جید الحان سے دو نوا اٹھائے | قدسیان آواز سن جالتمین آئے

حکایت سلطان محمود با یک پسر کہ ماہی گرفتن گی انداختہ بود

حکایت جوگی کہ صوفی اور ادر خواب دیده بود

اکدن سلطان محمود از قضا
اپنے لشکر سے پڑا تھا کین جدا

وہ اکیلا اسپ پر جاتا تھا جب تلک
ایک چھورا اسکے آیا ہی تلک

وہ کنارے پر ندی کے ڈال کل
فکر سے بیٹھا ہی کملا جون کنول

شاہ گھوڑے سے اترا اسکے کنے
چلکے پوچھا کیون ہے تو اس غم بنے

پس لگا کہنے کو چھورا اے امیر
سات بھائی ہین ہمن بیاتون فقیر

ماں ہماری ارملہ ہے ایک اندھ
ہین یہان بیٹھا ہون دل آزردہ تا

صبح سے تا شام کرتا ہون شکار
کوئی مچھے پکڑے تو نین ہے کوئی ادہار

پس کہا شہ نے کہ اے طفل زیرک
آج کے دن مجھ کو کرتا ہی شریک

مان لی تب شاہ کی چھورے نے بات
پس شاہ دریا مین کل شہ اپنے ہاتھ

بہت آئی شہ کی برکت سے مچھے
ہاتھ آئی اسکے اک سے اک اچھی

دیکھ کر لڑکے نے اسن مچھلیون کو تب
بولا دل مین ہے میرا بخت عجب

پس کہا شہ نے کہ یہہ مجھ کو شکار
کیون نہ ہووے شہ تیرا ہی حصہ دار

بولکر اتنا چلا شہ وہان سے جب
حصہ لے اپنا گیا وہ طفل تب

بعد ازان بولا اسے شاہ جہان
آج کا لے تو حصہ اور مین صبان

ہے مچھی یہہ آج کا میرا شکار
تو صباح ہوگا آپ ہی میرا شکار

دوسرے دن شاہ اپنے گھر کو جا
بھیج کر اسکو لیا لڑکا بلا

لیکے بیٹھا اسکو اپنے تخت پر
پس کہا لوگون نے نین یہہ خوب تر

جا ابھی تو پیر کا سایہ پکڑ — تا ترے ہاتھ آوے یہ دولت مگر
جب کرے تجھ صاحب دولت قبول — خار تیرے ہاتھ مین ہو جاوے پھول

حکایت یاری دادن سلطان محمود غزنوے با خار کش

ناگہان محمود نکلا تھا شکار — سو پڑا لیکن بھول کر لشکر سے بھار
وہان لکڑہارا جو دیکھا اسنے کین — خار لکڑی لادتے تھے خر پہ وہین
گر پڑی تھی لاد اور خر تھا کھڑا — پھر دھنی بن مین ملکدر ہو اڑا
شاہ جب چلکر گیا اسکے نزدیک — فکر مین حیران ہوئے دیکھا اوریک
پس کہا پوچھا اٹھا دون مین تجھے — وہ کہا اب کیا نوازیگا مجھے
گر مدد کرتا ہی مجھ کو ایجوان — ہی مجھے یہہ فایدہ نین تجھ تک
ہے ترے مکھڑے پہ خوبی کا جمال — کیا عجب ہے گر کرے مجھ کو نہال
پس اتر گھوڑے سے شاہ کامگار — گل سے ہاتھون نے اٹھا کر سخت خار
لاد دے پوچھا گدھے پر بعد آن — آملا لشکر سے اپنے شادمان
تب کہا ایک فوج کو وہ شہریار — اِک لکڑہارا گدھے پر لاد خار
ہے پیچھے آتا گدھے کو ہانکتا — وہ جو رستے کو شہر کے جا ہانکتا
جاؤ اسکو یہان تلک تم بیدرنگ — ہر طرح سے راہ اسے گھیر کر کے تنگ
گھیر کر تم لاؤ میرے تک اسے — پھر کدھر چھوڑو نکو مار گ اسے

حکایت سوال

نار ہی بازو مین طاقت زور ہم	راہ کو ہی اس وضع کے پر خطر
کوئی اگن کے درمیان لگتی ہی گھاٹ	کوئی چل سکتا ہی ایسی سخت باٹ
سر گنوائے ہین کئی اس راہ مین	جل گئے ہین کئی اگن کی راہ مین
کام اس مارگ مین ہر کس کا نہین	مر پڑونگا ناگہان مین جب کہین

جواب دادن ہدہد

پس کہا ہدہد کہ ای نامرد تو	کس سبب ہے اس وضع دل سرد تو
جب تجھے کچھ قدر دنیا کی نہین	تو موا تو کیا جیا تو کیا کہین
یہہ تو دنیا ہی نجاست سر بسر	خلق پڑتی ہی اسمین در بدر
جونکہ کیڑا کیا سڑے گا گند مین	خوار ہو دیتا ہی جی سر گند مین
اگر ہمین مر جائین اس مارگ مین زار	خوب تر ہی تا کہ اس دنیا مین خوار
کئی وضع کے ہین جہان مین پیشوا	عشق کے رستے سے ہے کوئی پیشوا
عشق تجھ کو گرچہ بدنامی مین لائے	خوب ہے اس سے کہ حجامی مین لائے
رہزنی کوئی کر کے سولی پر چڑھے	کوئی چوری کر کے جا بند مین پڑے
کوئی دھوبی ہو پھرے اور کوئی چمار	کوئی گھر گھر بھیک مانگے ہو کے خوار
تو اپس کے بھار کچھ انصاف کر	عشق بہتر ہے کہ یا کسب دگر
اگر کہین گمراہ لوگان تجھ کو سب	کون وہان پہنچا جو تو پہنچیگا اب
بولتے ہین بات یہہ لوگان کئے	بات کھوٹی ہو ولیکن اس سنے

حکایت شیخ نوغانی رحمۃ اللہ علیہ گوید

بعد ازان ناچارگی سے شیخ وہین — ہیم جو زر جھاڑ نہین پائے کین

شاد ہو کر جو کئے رو ٹی خرید — سخت بارا غیب سے آیا پدید

شیخ نے وہان دم لئے لگ مین ذرا — اڑ چلا بار نے سے جھاڑو ٹوکرا

گھابرے ہو کر چلے بارِ سنگات — حیف کھا ملنے لگے آپ اپنے ہات

یا الٰہی کیون کرون کیا کر کے لون — مول جھاڑو ٹوکری کا ن سے دون

وہ جو تیچھے دوڑتے جاتے ہین لگ — پائے جھاڑو ٹوکرا ان مین اٹک

پس کہے خوش ہو کے دل مین یا الٰہ — یہہ جہان مجھپر کیا تو کیون سیاہ

زہر کیتا جان مجھہ پر نان بھی — لے اپس کا نان اور یہہ جان بھی

پس دیا ہاتف ندا ای نامراد — سالنے خرہ ہوئے روٹی بے سواد

مین دیا یہہ دکھہ تجھے سالن کا گرا — یہہ عطا منت سمجھہ اور شکر کر

حکایت یک دیوانہ خلعت خواستن از درگاہ باریتعالیٰ

ایک دیوانہ تھا ننگا آزاد دل — خلق کو کپڑون سے دیکھا شاد دل

پس کہا یارب مجھے بھی کچھہ اڑا — کانپتا ہون ٹھنڈ سے مین تھرتھرا

تب دیا ہاتف نے اسکو یون ندا — دھوپ مین جا بیٹھہ ای مرد خدا

ہنس کے دیوانہ دیا تب یون جواب — کیا نہین کچھہ تجھہ کنے بن آفتاب

بھی ندا آیا کہ دس دن صبر کر — جو مقرر ہے صبوری کو ظفر

حکایت بی بی رابعہ بصری علیہا الرحمہ

کان سمجھتا ہی کسے یہہ واقعہ
جبتلک عاشق نہین جون رابعہ

اس دریا مین کئی وضع سے بوالفضول
آئے تسدن موج در موج قبول

گرد کھاتے مین کبھی کعبہ سے یار
کف کرین دیول مین حق کا راز دار

جب تو اس گردسے باہر آئیگا
ہر نفس مین جمعیت دل پائے گا

اکٹ رہی جبتلک اس گرداب مین
خوار سرگردان رہیگا آپ مین

کس وضع نا ہو سکیگا تو سکی
جب پریشان تجھہ کو کرتی ہی مکھی

در حکایت یک دیوانہ گوشہ نشین گوید

ایک دیوانہ تھا گوشہ مین کہین
دیکھہ اس بوالعزیز مصر وہین

کچھہ عجب دستی ہی تیری اہلیت
خوش ہی اس گوشے مین تجھہ کو جمعیت

پس کہا دیوانہ جمعیت کہان
نور کھاتے ہین مجھے مچھر مکھیان

ڈنک مکھیان دیتیان ہین مجھہ خدا
رات کو مچھرون سے نین آتا ہی خواب

کیا سو وہ نمرود کا آدھا مچھر
جو گیا یک پل مین سارا مغز چر

مین تو نین نمرود لیکن عجیب
یہہ مچھر مکھیا ہوئے میرے نصیب

حکایت سوال کردن مرغ سیوم

بیستر انکھی کہیا آکر سوال
مین گنا ہون سے بھرا ہون بالبال

نا امیدی کی نہین درگاہ او
عاجزی سے ہو گنہگار عذر جو

پاک جا گہہ کیا گنہ آلودہ جاؤن
حضرت سیمرغ کو کیا منہہ دکھاؤن

ناگہان ہاتف دیا آواز اسکن ۔ لطف سے رب نے کیا ہمراز اسکن

جب تجھے کہتا ہی معبود جہان ۔ تو کیا توبہ اول جب ایفلان

پھر کے توبہ کر کیا جب تو گناہ ۔ نین کیا تیرے گناہ پر مین نگاہ

مہر سے اپنے کیا توبہ قبول ۔ رکھہ لیا تجھہ کو غضب سے ای فضول

ہے ایتا تو غم سے پھر جون ازہ آ ۔ باز آ پھر ای پریشان روزگار

باز آ جب ہے یہہ دروازہ کھلا ۔ تو گناہ کرتا بخشتا مین بھلا

حکایت شنیدن آواز لبیک حضرت جبرئیل ع از درگاہ کبریا عز شانہ

تھے سنے جبرئل سدرہ پر یکشب ۔ غیب کے پردے سنین لبیک رب

پس لگے کہنے کو دل سے کر خطاب ۔ کس ولی کو حق یہہ دیتا ہی جواب

ظاہر اکرتا ہی بندہ کوئی یاد ۔ نین سمجھتا کون ہی وہ نیکذات

جھوڈھنے مین جو خاص ہی بندہ سچا ۔ نفس مردہ دل سے زندہ ہی سچا

یوہین جبرئیل امین اسکا نشان ۔ ڈھونڈھ دیکھے جاکے ساتون آسمان

اور بھی طبقات زمین کے ڈھونڈھکر ۔ سات دریا کی لئے جاکر خبر

ڈھونڈھے سارے یکطرف سے بحر و بر ۔ کین نپایا کس مکان اسکا اثر

بھی اپکے ٹھار آئے جب شتاب ۔ وہ کہا لبیک کا بھی جواب

دوسرے بار بھی وے ڈھونڈھکر ۔ ایکدم مین سب جہانکا سیر کر

پس اسے بولا وہ کان ذرا لعزیز — کو سہی دیتا ہے مفت مفتی کو چیز
پس دیا ہاتف نے صوفی کو ندا — آ ادھر مجھ پاس اے مفتی گدا
مین مفت دیتا ہون تجھ مفتی کو مد — شہد تو کیا جسے تیرا ہوئے جد
رحمت حق تو سمجھ جون آفتاب — جسکی پڑتی ہے ہر اک ذرہ پہ تاب
رحمت اسکی دیکھ جی کافر بدل — اس پیغمبر کو کہا کیا عز و جل

حکایت عتاب کردن حق تعالی بر موسی ؑ

حق تعالی نے کہا موسی سنگات — بولتا ہون مین تجھے سن ایکبات
تجھ کو ستر بار قارون بار بار — عجز و زاری سے پکارا ہانک مار
کیون ہوا نہین اسکو تو فریاد رس — رحم اسپر تون کیا نین کیون سو بس
گر مجھے یکبارہ کرتا وہ خطاب — مین بچا لیتا نہ کرتا کچھ عذاب
کاڑ دیتا اسکے دل سے شرک سب — وین کا دیتا اسے ذوق و طرب
تو کیا اسکو عذابون سے ہلاک — خاکسار ہین کیا اس غرق خاک
گر کیا ہوتا تو پیدا اسکے تئین — دکھ نتھا تجھ کو عذاب اسکے مین وین
دیکھ انکھیان کھول کر تو اے عزیز — لطف کا حق کے تجھے گر ہی تمیز
اس صنع کی جس کو بخشائش رہے — کیا اسے کس شے سے آلایش رہے

حکایت فوت شدن مفلس و نماز نگذاردن زاہد بروئے و رحمت

کل اٹھا تو جز ... پیدا ہوا — جز اٹھا تو کل پہ تو شیدا ہوا
مین ہی جیون نین سے جدا اور نین جیو — دیکھ خوبی پیو سے ہے جیو سے پیو
جب احد کو نین ہے اس رہ مین عدد — جز و کل کہتا نہین ہے تا ابد
ابر رحمت نین برستا جب تلک — شوق دل کا نین ابتدا تب تلک
باغ مین ہوتا ہی جب گل کا بہار — سو تیرے ہے واسطے ای دوستدار
وہ فرشتون کی عبادت سر بسر — ہی سبھی تجھہ واسطے روشن گہر

حکایت حضرت عباس رضی اللہ عنہ

نقل ہی عباس سے جب حشر کو — ہوئینگے کالے گنہگارونکے مون
ہو رہیگی سب خلق حیران و دنگ — دل پریشان اور زیادہ حال تنگ
حق تعالی تب طلب کر کر ملک — جو ہووینگے اس زمین سے تا فلک
کئی ہزاران سال طاعت انکی سب — لیکے بخشیگا گنہگارونکو تب
پس کہینگے وے فرشتے یا الہ — ماری تھی ہی کیون ہماری خلق راہ
حق تعالی انسے بولیگا بزبان — کیا نفع طاعت سے تمکو کیا زیان
تھا کیون کا اس منے ہوتا ہی کام — ہی بجا ہو کو انکو دینا یہ طعام

حکایت در سوال طیر چہارم گوید

پس لگی پوچھنے آکے بول بات — جو ہی میری اصل مین نامرد ذات
کچھ عجب دکھتا ہی میرا مجھ کو حال — ہر گھڑی ہر لحظہ ہر دم ہے خیال

بعد ازان لوگون نے بولا ہی عجب — شیخ کا اسجاے آنا کیا سبب

شیخ یون بولا کہ یہہ نرد امتحان — ہی عجب فرقہ نہ مرد ہین نا زنان

مین بھی رہ مین دین کی انکے بن — نا مثال مرد نا مانند زن

جب جوانمردی سے میرا دل ہے سرد — لاج آتی ہی کھلانا مجھہ کو مرد

جس کو یون ہے راہ مین مولی کی غم — جانتے ہین وے اپس کو کم سے کم

گر تجھے بھی کچھہ ہی اس غم کا اثر — خود نمائی اور خودی سے در گذر

بال بھر مین ہون جو کر سمجھیگا یون — خود نمائی گئی نہین تیری ہجون

خود نمائی کیا یہہ تیری دل خوشی — خواری و غربت سے دلگیری خوشی

اس خودی کو تو اپس کا بت نکر — ہو نتو بت گر اگر ہی کچھہ خبر

بندۂ حق ہی تو مت کر تنگری — مرد دین ہو ہو نہ مرد آذری

جانتے ہین بات یہہ سب خاص و عام — بندگی سے کوئی نہین برتر مقام

بندگی کر بندگی مین رہ سدا — غیر سے عزت نتو مانگ اے گدا

ہین ہزاران بت جو تیرے دل مین — مت کہلا صوفی اپسکو خلق مین

اے مخنث ہین سے تو مرد و نہین جب — جامۂ مردانہ تجھہ کو کیا سبب

حکایت خصومت نمودن دو کس و آمدن پیش قاضی

دو جھگڑتے آئے قاضی کن فقیر — قاضی انکو لیکے جا گوشہ کے ڈھیر

نیند سے کہنے لگا آہستہ یون — ہین تمھین درویش لڑتے ہو کیون

حکایت عاشق شدن گدا بر بادشاہ

گر اسے کچھ عشق کا ہوتا اثر
وہین کھڑا رہتا کر ڈالو کاٹ سر

جسکو سر معشوق سے پیارا ہوا
عاشقی کے بیت سے پیارا ہوا

سر کٹاتا گر وہ کرتا اختیار
مین بھی کرتا اسپہ اپنی جان نثار

جب نہین عاشق وہ دعوی دار تھا
سر کٹاتا اسکا بہتر کار تھا

یہہ کیا مین کام یون نیک خوئے
تا جھوٹھا دعوی کرے نین اور لوگ

حکایت سوال کردن مرغ پنجم

پانچوان پنکھی ہوا یون عذرخواہ
یہہ میرا ہی نفس دشمن آہ آہ

کسطرح سے مین چلون اے پیر سنگات
راہ کے رہزن کو لیکر اپنے سات

نین کرے یہہ نفس کب فرمانبری
اس کو نیسے نین ہی مجھہ کو جابری

لانڈگا ہوگا جنگل کا آشنا
یہہ کوناگھر کا ہی نت ناآشنا

مجھہ کو تو ایسا عجب آتا ہی یو
آشنا کو کاٹ کیون کھاتا ہی یو

جواب دادن ہدہد اورا

پس کہا ہدہد کہ یہہ نفس کمین
ہی کتا بدخوی اور نجس لعین

گر کھانے تجھہ کو کوئی بابہی
تب کتا پاتا ہی تیرا فربہی

دیکھہ تیری عمر کا سارا حساب
تین پن تینون سو تیرے مین خراب

چھوٹ پن مین ہے تجھے نادانگی
اور جوانی مین تجھے دیوانگی

بوڑھہ پن مین ناتوانی کاہلی
ہی تجھے ہر سہ منے بیجا اصلی

حکایت حضرت عباس رضی اللہ تعالی عنہ

ایکدن عباس مجلس مین کہی

دوڑتا امید اتھین وہ ہی جتنا | لگ کے اسکے ساتھ رہتا ہی کتا
سوار کو ملتا ہی جتنا کچھ شکار | یہہ بھی ہوجاتا ہی اسمین حصہ دار
اس کتے کو جو کیا میرے بند | جگ کے شیرونپر ہی ڈالا وہ کمند
اس کتے کو جسنے عاجز کر رکھا | نعمت حق کا انھین لذت چکھا
اس کتے کو باندھ لایا جو کوئی | پھر کو ہاندسے بے پرواہ ہوئی

حکایت یکی بادشاہ کہ نزدیک درویش رفتہ بود و درویش خیال نکرد

کس گدا پر بادشاہ کیتا گذر | اس گدا نے یون کیا شہ پر نظر
پس کہا شہ اسکو ای مفلس گدا | دیکھ آخر تو بڑا یا مین بڑا
یون کہا پھر بعد ازان مرد فقیر | بات تو مت پوچھ مجھسے ای امیر
گرچہ اپنے کو سرانا خوب نین | یہہ تو تیری بات پر کہتا ہون مین
جب نہین تو راہ دین کا رازدار | خوب تر تیرے سے مین ہون لاکھ بار
حکم مین جس نفس کے تو ہی جنم | سو وہ خر میری سواری کا جنم
سو وہ چڑھکر تیرے کاندھے پر دم | نت پھراتا ہی تجھے دیکر لگام
جب گدھا میرا ہے تیرے پر سوار | مین بڑا یا کہہ مجھے تو ایکبار
ہی کتے سے نفس کے تو آشنا | نین تو راہ دین سے اب تک آشنا
نفس کے من کی منگی ہی تو خوشی | طبع خاکی کو کیا ہی آتشی
نین رہا اس آتش شہوت سے آب | اڑ گیا ہی نور دل اور رخ تاب

پس کہا ہدہد کہ تیرا نفس سگ | ہی جہاں ابلیس کا وہاں مین سلک
نا تو یہاں ابلیس نا نلبیس ہے | آرزو ہر ایک تیرا ابلیس ہے
ہوئے اک اک آرزو تیری تمام | تجھ کو ہین سو ابلیس مجھ و السلام
ان دنون کی کچھ عجب تاثیر ہی | سر بسر ابلیس کی جاگیر ہی
تو ہوا جاگیر مین بٹ اسکے ہاتھ | نا کریگا وہ کبھی کچھ تجھسے بات

شکوہ کردن ابلیس یکی مرید پیش پیر خود

کوئی کیا ابلیس کا جا کر گلہ | پیر سے اپنے جو تھے صاحب جلا
جو پڑا ہی وہ لعین میرے دنبال | چھوڑتا نین کسطرح میرا خیال
رات دن کرتا ہی مجھ سے مکر و فن | دین کا میرے ہوا ہے راہ زن
پیر نے اسکو کہا ابلیس بھی | دکھ تیرے رو رو گیا ہی یہاں ابھی
جو میری جاگیر ہی دنیا تمام | سو وہان کرتا ہی اگر دھوم دھام
تم کہو اسکو کہ ای مرد خدا | چھوڑ دے جاگیر میری ہو جدا
مین بھی تیرا چھوڑ دونگا خیال | بے فکر تو ہوویگا رستہ سنبھال
نین مجھے کچھ دین کے لوگون سے کام | اصل مطلب یہہ میرا ہے والسلام

حکایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام

کتنی گئے تھے خواب عیسیٰ نے مگر | سو رہے تھے سر کے نیچے اینٹ کر
کھل گئی جب آنکھ اسکی نیند سوں | سامنے دیکھا کھڑا ابلیس کون

قبر مین مرد بلور کھتے نہیں پھرا این | مغز معنے کو نہ ہرگز پھر کے پائین
کیا سواجی نکھ پھرایا اب گئے | نہیں پھرایا مین جو جیتے جی انے
خشک ڈالی کو جو کوئی پیرا تو کیا | مر گئے پر کوئی منہہ پھیرا تو کیا
زندگی مین جسکو ہی دیتا کہ جب | عارفان کن دیئے ناپاک جب

در سوال پنکھی ہفتم کردن

ساتوان آیا پنکھی کوئی بعد ازان | معذرت سے اسطرح کھولی زبان
جو میرا جی تو بہت زر دوست ہے | عشق زر سو مغز باقی پوست ہے
جب تلک جون گل نہین زر مجھ کنے | گاہ ہون گل کے مثل گلشن منے
عشق مال و عشق گنج و عشق زر | مجھ کو معنے سے کیا ہے بیخبر

جواب دادن ہدہد آن مرغ را

پس کہا ہدہد کہ ای دنیا پرست | کیون ہوا ہے اسطرح غفلت سے مست
زر سو کیا ہی ایک رنگی زر و سنگ | تو سو خوش ہو بچون من دیکھ رنگ
دیکھ زر کو تو بسرتا ہی خدا | وہ سو میری راہ تب سے ہی جدا
تا تیرے زر کے ہی کچھ نفا | تا تجھے اس زر کچھ ہیگا وفا
جب تو پھر درویش تو دینے منگے | آزمایش اسکی یون لینے منگے
زر کی پستی سے ہوا تجھ کو فراغ | او تو تیری پشت کو دیتا ہی داغ
زندگی لالچ مین گنوائی عمر سب | رات دن جی کو تیرے زرکی طلب

توزر کی فکر مین سب لا مدام — کبھی ہنر کبھی فکر مین کرتا ہی کام

دین کے مارگ مینے تو پیر رہے — جو گدھا دلدل مینے پھنسکر رہا ہے

زر سمو کیا ہی بات مین تیرے گوا — تو سو پابند اس مینے پڑکر موا

اسکو پیسے کر خدا ای پیر کہن — اس سے منگ حظ حق سے یوسف کے کمن

حکایت حسن بصری از حضرت بی بی رابعہ سوال کردہ بود

شیخ بصری رابعہ کے آئی پاس — جا کے پوچھے بات یہہ حق شناس

وے سخن جو ہونگے کہتین تم سنے — تا انھین بولو نہ بولا اور کنے

خود بخود دل سے وہ بجا ہوویگا — سو مجھے بولو جو برجا ہوویگا

پس کہی بی بی کہ ای شیخ کبار — سوت مین کاتی اتھی کئی ایکبار

آئے دو دینار اسکے مجھ کو وہین — بیچ لئی دونو کتین مین ہاتھ مین

خوف سے آفت کے ڈر کے دلمین لیک — ہاتھ مین ہر ایک لئے دینار نیک

تا مبادا ہل کے دونو ایکبار — راہزن ہو جاوین پھیرے ایکبار

تو سو جو جوڑتا ہی زر مدام — نا حلال آتا ہی دلمین نا حرام

مر گئے پروار تان لے کھائین مال — ساتھ تیرے آئے نا غیر از وبال

اچھو شی دل ہا تو زر کے عشق سون — زر بدل تو بیچتا سیمرغ کیون

راہ مین تجھ کو وہان اک بال بھر — ساتھ کیون لیجائیگا یہہ گنج زر

خاص محل اور تهے هین زرنگار — دلکشا و جانفزا جون روی یار
سو وے جکو دیکهتے دلکو فرح — کس وضع اس گهر کو مین دون کس طرح
بیٹها هون بادشاه مین هو وهان — بادشاهی چهوڑ کر جاؤن کهان
کان پهرون گهر چهوڑ کر مین دربدر — راه کا دکه سو نستا کان جاؤن یار
باندهتا هی گهر میرا جنت سے هوڑ — کوئی عاقل جائے کیون جنت کو چهوڑ

جواب دادن هدهد اورا

پس کها هدهد نے ای کم همت — کیون تو رکها هی یار جسکو ٹکٹ
کیا هی جنت بهار کی تمنے خراب — تو سوا سکین محل کے هوتا هی کباب
گهر تیرا جنت هو یا خلد هو — هی اجل کا تجه بندیخانه سنو
موت سے تجهکو اگر هوتا امان — خوب تها یه گهر تجهے اور یه مکان

حکایت تعمیر نمودن بادشاه ایوان بلند وجواب دادن یک زاهد اورا

گهر بنایا بادشاه کوئی زرنگار — مال زر کر خرچ پیسا بے شمار
جب هوا حاصل عمارت سے فراغ — کر دکهایا فرش سے اس رشک باغ
لوگ ملک و ملک کے آنے لگے — دیکهه اسکو راحتین پانے لگے
بعد ازان اک روز شاه کامگار — جشن فرمایا مجلس کو سنوار
سب مشیران اور وزیران کو بلا — پس حکیمان اور وزیر اکو ملا

دوڑتا پھرنے لگا جب گھر بگھر — خلق عالم کو بلانے ہر کدھر

کوئی دیوانہ دیکھہ کر بولا اُسے — بات کہتا ہون تجھے اگر ناہو غصے

دل منے بہرے بھی تو انجام دیکھہ — جو تیرے گھر جاکے اکدم آؤن لیک

مین ہی مجھہ کو فرصت آ اس شغل تے — مین نہ آتا ہون تو سن اس عذر سے

حکایت عنکبوت یعنے مکڑی

دیکھہ لے مکڑی کو اے صاحب جمال — کسطرح کرتی ہے دلمین کئی خیال

ساندھہ مین لوگون کے جالا باندھکر — دام کرتی ہے مکھیونکا سربسر

کوئی مکھی سپڑی تو اسکا پہلے ہو — کرکے رکھتی ہے ذخیرہ ہو بہو

وہ مکھی جالے منے جب تھکہ جائے — بعد ازان آہستگی سے اسکو کھائے

ناگہان گھر کا دھنی آ سنھار نہ — توڑ کر سٹتا ہے سب یکبار کا

ہے یہہ دنیا حق تیرے سن ہو بہو — یہہ تیرا گھر اور ذخیرہ ہو بہو

ایکدم مین ہوکے جاوے سب فنا — کان رہیگا جان و دل اور یہہ بنا

جائیگا جس روز مالک [illegible] — ایک پل مین سب فنا ہو جائیگا

یہہ تیری بنا و دولت اور سنگ — تو نہو تو بول مجھہ کو کان رہے

قید اپس کا جان یہہ گھر اور سرا — قید مین پڑکر اپسکو مت سڑا

کیا یہہ دنیا ہے جہان پر غرور — چھوڑ جاویگا اُسے اکدن ضرور

کھول انکھیان دیکھہ اس راہ کو — چل شتابی ڈھونڈنے درگاہ کو

حکایت گریستن درویش و پند دادن شبلی او را

درد کو میرے تو درماں ہے نہین
عشق بین ہے کفر اور ایمان نہین

کفر اور ایمان ہیرا عشق ہے
درد کا درمان ہیرا عشق ہے

عشق کے غم مین نہین کوئی ہم نفس
ہم نفس ہیرا تو مجھہ کو عشق بس

عشق نے اسکے جلایا ہے مجھے
خاک و خون مین وہ ملایا ہے مجھے

ہو رہا ہون صبر اور طاقت سے طاق
سدھ بکلجا دل مین بیٹھا ہے فراق

جھک سے زار و زار سینہ آہ آہ
دل ہوا ہے غرق خون تن خاک راہ

جواب دادن ہدہد آنمرغ را

پس کہا ہدہد کہ ای صورت پرست
منزل معنے سے ہے مطلق دور دست

عشق صورت مین ہی عشق معرفت
عشق شہوت باز ہے حیوان صفت

حس کہتین حسن روپ سے نقصان ہے
جیو لگانا اسپہ اسکا زیان ہے

جبتلک ہین اصل حسن بیزوال
کفر ہے اس حسن پہ بندھنا خیال

پھول مت اسقدر خوبی حسن پر
جانتا ہے جسکو تو مثل چندر

وہ تو ہے سب خلط اور خون کا بناؤ
دمبدم ہے آرزو اور جسکی چاؤ

جسگھڑی وہ خلط خون کم اسے ہوے
زشت اسکے ساز کا باوے نکوئے

پس نہین کر حسن صورت کا خیال
اصل معنے ڈھونڈھ اے صاحب کمال

حسن معنی جب تیرے ہاتھہ آئے گا
خالق و رازق کو اپنے پائیگا

صورتاں یہہ ہین سو فانی ہوئین سب
کسکی عزت نا رہیکی غیر رب

با حیا تھا نیک بخت و با شرم — پاک صورت متقی تھا دل نرم

مہرباں اسپر اتھا استاد بھی — نین کیا اکدن غصہ اسپر کبھی

جہاں تلک شاگرد تھے اسکے تمام — سب سے زیادہ پیار تھا اسپر مدام

از قضا استاد کے گھر مین مگر — خوبصورت تھی کنیزک جون چندر

دلربا دلدار دلبر جونکہ حور — جسکو پاکان دیکھ کر ہون ناصبور

نازنین نازک بدن تھی ہر سری — رشک کھاوے دیکھ اسے حور و پری

فتنہ غمزہ نازنین ناز و ادا — عاشقونکا جان و دل جسپر فدا

حسن دریا مکھ کنول تل جون بھنور — زلف اس دریا سے نکلا سو عنبر

شکرین لب شہد سے امرت بچن — نین جون بادام منہہ پستے نمن

دیکھ اسکو یہن بھر شاگرد دو — مبتلا ہو کر گیا اک پل مین وہ

دل اپس کا مدرسے سے توڑ کر — علم و دانش کو دیا سب چھوڑ کر

عشق کا ابجد لگا کرنے کو یاد — حسن کے دلبر کو سمجھا اوستاد

درس علم و فضل کا دل سے بسار — دل لیا لینے کو درسن رو یار

ہو گیا اکبارگی جون لالہ زار — زعفرانی چہرہ اسکا گلعذار

عاقبت ہو کر پڑا بیمار عشق — غم غصہ کرنے لگا تیمار عشق

ناگہان واقف ہوا استاد کین — پس بلا باندی کو اپنے پاس وہین

فصد چھوڑا اسکے دونون ہاتھ سون — کاٹ ڈالا وہان باندی کر دلسے خون

تو نہ تھا عاشق مگر اس یار کا
بلکہ عاشق تھا اسی مردار کا

بات یہہ سنکر جوان توبہ کیا
بار دیگر مدرسہ کی رہ لیا

جسکو ہے صورت پرستی کا خیال
کب صفت سے ہوئیگا اسکے وصال

اصل صورت نفس شیطانی سمجھ
اصل معنی وصف روحانی سمجھ

ترک صورت کر پکڑ عشقی صفت
دیکھہ زان پس آفتاب معرفت

نقش صورت خلط خون سے بیش نین
مرد صورت مرد دوراندیش نین

خلط اور خون سے ہوا صورتکو زیب
تو نہ کھا اس خلط اور خون پر فریب

حکایت سوداگر کہ کنیزک خود را فروختہ بود

ایک تھا تجار گلین با ملک و مال
ایک لونڈی تھی اسے صاحب جمال

ناگہان بیچا اسے وہ کسکے ہاتھ
پھر کے پچتانے لگا وہ نیکذات

پاس جاکر اس شخص کے یون کہا
پھر کنیزک مجھہ کو دے لے تو نفا

مین دیا پھر وہ کنیزک اسکو جب
ہو رہا ایسا پریشان حال تب

ہر گھڑی رستے پہ جاکر غمزدا
خاک سر پر ڈالتا تھا وہ سدا

یون وہ کہتا تھا اسکو زار زار
یہہ سزا تیری ہے اے جیو با بکار

جب حماقت سے اپس دلدار کو
بیچ ڈالا جب کئی دینار کو

اس گھر بازار مین آئے نا سمجھ
گر نہین اپنا زیان آئین سمجھ

عمر تیری ہے سوا کدم دم گہھر
زر نہ لے تو اس گھر کو بیچ کر

زیب و زینت جب اُسکے پائیگا — یاد کر مجھکو بہت پچتائیگا
وہ کتا کیا ہی سمجھہ اپنا نفس — کر رہا ہی ہذیہ دنیا کے ہوس
فضل و رحمت حق تعالی کا بسار — ہی پریشان اُس جنگل مین خوار و زار
ہی تجھے اول حق کی آشنائی — کیون لیا ہی یون سو غفلت سے جدائی
رکھہ قدم عشق حقیقی مین مدام — نوش کر مردون مثل سختی کے جام
دم پکڑ رہ گرچہ سولی پر چڑھا مین — ڈر نہ تو گر جیو کا یک ہو کے جائین
جان اُس سولی کو یک خس کے مثال — اژدہا کو ایک چیونٹی کر خیال
عاشقان تو رہ مین اُس سیجن کے — نت رہین پیاسے اُسکے خون کے

حکایت بر دار کشیدن منصور حلاج را

جب چڑھائے دار پر منصور کون — جز انا الحق نین کہے کچھ جیب سون
حالمان یہہ سنکر اُنکی سخت بات — کاٹ ڈالے دھڑ سے اُنکے پاؤن ہات
لہو نکل جا کر پڑا جب زرد مون — ہاتھ ٹھونٹھون سے لگاتے منہہ پہ خون
تا کہے نا کوئی مرد عیب جو — خوف سے پیلا ہوا ہے رنگ رو
کیا مجھے ڈر ہی کہو کس بات کا — جو میرا سودا ہے سر کے سات کا
یہہ جہان تو سوئی کے ناکے سے تنگ — جیو چھپانا شیر مردونکا ہی ننگ
راہ مین حق کے ہزاران گھات ہی — دار پر چڑھنا سو ادنی بات ہے

حکایت کشتہ شدن پسر جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ

نین مجھے یہان بھی بچائینگے بدل
لائے ہین آخر لیجائینگے بدل

یہہ فلک تو طشت ہی اوندھا مگر
پس رکھے ہین تس شفق لوہو سے بھر

آفتاب تیغ زن سر کاٹ کاٹ
طشت نت بھرتا ہی لوہو چاٹ چاٹ

تو اگر آلودہ ہی یا پاک ہے
ایک قطرہ آب سے وہ خاک ہے

اصل مین اک بوند ہی اک کی ذات
کیا چلیگا بوند کا ذرہ سنگات

سب عمر مین عیش کرتا آئیگا
سوز اور زاری سے اکدن جائیگا

حکایت ققنوس نامی مرغ

طرفہ تر ققنوس کوئی ہی جانور
ہند کے کین ملک مین وہ ہے مگر

چونچ اسکی لمبی وہ سب سے نیک
ہی مگر اس چونچ مین سو چھید لیک

پس ہے ہر ایک چھید مین آواز اور
ہی ہر ایک آواز مین کچھ راز اور

جب کرے چھیدون سے وہ آواز ہا
مرغ و ماہی ہو رہے سن بیقرار

ہوئے ہین سب درند چپ وہان
سربسر جاکر پڑین خاموش وہین

سب حکیمان علم موسیقی لسر
اسے پیدا کر دکھائے ہین اثر

ایک ستر سال وہ جیوتا پنکھی
تا اسے جوڑا نہ بیضے سن سچی

بعد ستر سال کے جب موت آئے
دلمین اپنے وہ سمجھ در حال جائے

بعد ازان چن چن کے لکڑیان بسر
بیٹھتا ہی جا کے وہ لکڑیون اوپر

پس اپنے چونچ سے ہر چھید سے
نالہ و دلسوز کرتا رنگ سے

جو اپکی عمر مین اُسکی تھا نت روز
مین نظر آیا تجھے پر درد و سوز

پس کہا کوئی مرد صوفی رہگذر
کیا ہی یہہ غم جو تو دیکھا ای پسر

گر یہہ مردہ جی کے اٹھتا تو تجھے
اسپہ جو گذرا سو وہ کہتا تجھے

ہی یہہ دنیا جائے غم رنج و ہلاک
یونہی ہوگا دل تیرا غم سے ہلاک

اس جہان مین گر تجھے ہی تخت و تاج
جائیگا سب چھوڑ اکدن لاعلاج

کیا ہی تیرا حال کہہ اسوقت سو
جواب بولا وہ کہ اب پوچھو نکو

حکایت یکی پادشاہ در حالت نزع

پس خلیفہ کی ہوئی جب چل بچل
پس کسنے پوچھا کہ ای شاہِ اجل

کیا ہی تیرا حال کہہ اسوقت سو
شاہ بولا مجھکو پوچھو تم نکو

عمر گئی بیفائدہ میری تمام
اب ملونگا خاک مین جا والسلام

ٹل گیا سب بادشاہی کا بہار
پت جھڑی سے آلگا ہی کاروبار

جنکے سب عالم اتھا فرمان مین
ہو گئے ہین وے فنا اک آن مین

وے زمین کے پیٹ مین جا کر سوئے
ہستی ہو ہستی اپکی کھو کے

یونہی ہم نیکو ہمین سب آئے ہین
آسے جینے کی جب جیو لائے ہین

کیا بلا کی راہ یہہ مشکل ہوا
گور اول جسکا سن منزل ہوا

ہو تکی تلخی کی گر ہووے خبر
جان شیرین ہورہے زیر و زبر

حکایت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہ آب نوشیدہ بود از چشمہ

تب کہا شاگرد نے اُسے سوال ۔ کان تجھے رکھنا سو مجھے بول حال

کیا کہیں دیویں تجھے اور کیوں ہلائیں ۔ کان رکھیں کس خاک میں اور کیوں بنائیں

پس کہا بقراط نے اسکو وہیں ۔ جب ہوا تو پائیگا رکھ پر کہیں

میں تو جیو نے جیو نپایا آپ کو ۔ مر گئے پر پاویگا کیا مجھ کو تو

اب جو آیا ہے مجھے وقت گذر ۔ جاؤنگا میں کان سو مجھ کو نین خبر

حکایت سوال کردن پنچھی یازدهم

کیا ہوا آیا پنچھی رونا مراد ۔ پس کہا میں نین ہوا کب بامراد

غم رہا ہوں دیکھتا سارا جنم ۔ دل خوشی پایا نہیں کب ایکدم

بولتے آتا نہیں غم کا بیان ۔ خوندل ہوتا ہے آنکھیوں سے روان

کیا کروں جو دل ہے پرخون سو صنع ۔ کیوں رکھوں چلنے پہ میں گو صنع

حکایت جواب دادن ہدہد

پس کہا ہدہد نے اے غمگین دکھی ۔ کون ہے سب عمر دنیا میں سکھی

اس جہان میں نامرادی اور مراد ۔ جائے اک پل میں گذر کر جوں کہ باد

نا اسے ٹھارا ہے نا اسکو قرار ۔ عارفوں کو نیں ہے اسپر اعتبار

پس گذر جاتی خوشی اک پل منے ۔ تو نہ رکھ وسواس اسکا دل منے

جوں گذرتا ہے جہان تو بھی گذر ۔ دل نہ بند اسے نہ تو ارمان کر

مارے ہے جو چیز دنیا میں مدام ۔ آرزو اس چیز کا ہیگا حرام

حکایت یکی بادشاه که نوکر خود را بار داده بود

ایک نوکر کو دیا کوئی بادشاه — لطف سے کچھہ پھل کرم کی کر نگاه

وه سو اُس لذت سے پھل کھانے لگا — جب شہنشہ دیکھہ للچانے لگا

پس کہا شہ اسکو ای روشن گہر — دے مجھے بھی ایک قتره توڑ کر

یونہی وه بھی توڑ کر آگے رکھا — سخت تر کڑوا لگا جونہی چکھا

پس کہا شہ نے کہ ایسی تلخ چیز — کس وضع کھاتا تھا تو ای عزیز

بعد ازان چاکر ادب لا کر بجا — عرض کیتا یون کہ ای فرمانروا

مین جو تیرے فضل سے نت دمبدم — نعمتان کھاتا رہا ہون سب جنم

آج گر ایک چیز کھایا تلخ تو — کیا ہوا میٹھا ہی مجھہ کو تسے او

جو تو دیوے مجھہ کو اپنے ہاتھ سے — سو مجھے میٹھی لگے تو بات سے

ای نبدے گر تجھہ کو بھی کچھہ ہووے رنج — جان اپنے حق سے تو اسکو گنج

یہان تو ہم لڑنے کو بھی ہم دگھت — نعل گھوڑے کے لگائے ہین الٹ

جنکو ہی اس راه کی کچھہ معرفت — جانتے ہین رنج کو راحت مفت

پخت مردان دھو کے اپنے جیو سے ہات — خون دل کھاتے ہین وے ٹیکے سنگات

حکایت شیخ ابو سعید مکی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ منتہا کو کہی کوئی پیر زن — کچھہ سکھا مجھہ کو خوشحالی کے بچن

جو کرون مین ورد اسکا روز و شب — تا مگر یہہ زنگ دل کا جائے سب

حکم حق ہے جو کوئی طاعت کرے	وہ کتے کی خصلت خاصیت دہرے
گر کتا محنت کیا تو کیا ہوا	کچھ اسے حاصل نہین غیر از جفا
حکم حق سے جو کوئی طاعت کیا	اجر اسکا اک جہان بھر کر لیا
حق نے جو فرمایا وہ لانا بجا	کچھ نہین اپنا تصرف یہان روا

حکایت بادشاہ کہ شہر را آراستن حکم فرمودہ و خود در میانش آمدن

کوئی چلا تھا بادشاہ اپنے نگر	حکم فرمایا رکھین رستے سنور
پس ہزاران لوگ ہر اک جا بجا	حکم تھا جو شاہ کا لائے بجا
چوک اور بازار اور رستے سنوار	زیب و زینت سے کیا رشک بہار
اطلس و زربفت دیبا سے نگار	سب دوکانونکو کیا وہان نو نگار
زر و گوہر لا رکھے تھے جا بجا	مشک و عنبر سے کیا تھا خوش ہوا
سیر کرتا شاہ جب آیا وہان	یہہ تماشا کچھ عجب پایا وہان
شہر اپنا دیکھ کر آراستہ	چوک اور بازار ہر اک پیراستہ
قیدیان جو تھے بندیخانہ منے	سو تھا کچھ نقد جان بن ان کنے
کوئی کٹا پا سر کو اور کوئی لولا ہتھ	پس رکھے دوکانپہ عضوے ساتھ ساتھ
سیر کرتا شاہ جب آیا وہان	جسجگہہ تھے بندیان و خونچکان
وہان اتر گھوڑے سے شہ سبکو بلائے	لطف سے منہہ ہاتھہ ہر اک کے دہلائے

بندگی سے حکم پر چلنا بھلا | حکم سے اک مو نہ ٹلنا بھلا

حکایت شیخ قطب عالم بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

قطب عالم بابرکت نامدار | خواب دیکھا اس وضع سے ایکبار

جو امین اور ترمذی اور بایزید | راہ سے جاتے ہین باگفت و شنید

پس کئے دونون نے مجھہ کو پیشوا | مین بھی اُنکے حکم سے آگے ہوا

بہ ان ہشیار ہو کتنے بجا | جو دئے کیون وہ بزرگان مجھہ وفا

نادسی تعبیر اسکی کچھہ مگر | آہ بیخود ہو گیا تھا اک سحر

سو بدرقہ ہو کے رہ کا آہ او | لیکے پہنچایا مجھے درگاہ او

جب ہوا درگاہ سے مین فتح یاب | غیب سے آیا مجھے تب یو خطاب

جو جتے ہین درجہان پیر و مرید | سب منگے ہین مجھسے لیکن بایزید

ہین منگا وہ مجھہ سے کچھہ میرے بغیر | مطلب اسکا مین ہی تھا باقی سو خیر

جب سنا اس نے انکو مین یہہ خطاب | پس کہا یا یہہ نہ وہ مجھہ کو صواب

کیا رہا جو مین ابھی تجھسے منگون | رنگ سے خواہش کے اپنا دل رنگون

کیا منگون تجھسے جو مجھہ کو در دین | گر منگون تجھسے تجھے تو دو زمین

حکم تیرا بس ہے مجھہ کو مانگنا | خوب ہے فرمان مین رہتے بنا

جب کیا یہہ حرف میرے دلمین جا | تب کئے مجھہ کو بزرگان پیشوا

ہوئے جب گریہہ بند او ماتین | مہر اسکی ہو میان کی جان مین

جواب دادن ہدہد اورا

پس کہا ہدہد کہ یہہ تو خوش دے — خوئے یہہ ہوتی ہے اکثر کم کسے

یہہ جوانمردی کی خصلت ہے تمام — سر بسر ہے پاکبازونکا یہہ کام

راہ مین مولا کے جو کچھ ہے سو دے — بعد ازان اس کا نفع تو دیکھ لے

اس جہان مین دل اپنا سب سے توڑ — جو نہ تھا تو اسکو پھر کر تو نہ جوڑ

دے جلا اک آہ سے سب ایکبار — خاک مین جا بیٹھ ہو کر خاکسار

جب کریگا تو اپس کو اس وضا — ہووے کی حاصل تجھے حق کی رضا

جب تلک گذرا نہین سب چیز سے — شہ کنے کیون جایگا دہلیز سے

ہاتھ اول سب سے تو کوتاہ کر — بعد ازان آگے تو قصد راہ کر

جبتلک تو نہین ہوا یون پاکباز — کر سکیگا راہ تو طے کیونکہ باز

جواب دادن پیر ترکستان گوید

کہا کہ ہین پیر ترکستان سخن — ہے مجھے بھی دوستی یہہ لگن

ایک گھوڑا اور دویم فرزند ہے — دل ہمارا دونون سے یکجا بند ہے

لائے جو فرزند میرے کی خبر — بخشدون گھوڑا یہہ اسکو شکر کر

بسکہ جب مین دیکھتا ہون یہہ دو چیز — تب ہوس آنکھون مین آتی ہے عزیز

شمع صاحب لگ نہین کچھ سوز ساز — تو نکو کہلا اپس کو پاکباز

پاکبازی کا جو کوئی دعوی کرے — سب اپنی آبرو برہم کرے

کین بیابان مین چلا تھا لیکر اہ | جب توکل پر خدا کے کر نگاہ
وہان نظر آئے مجھے چالیس تن | خرقہ پوشان اور بیجان بے کفن
عقل میری ہوش سے جاتی رہی | یہہ کہ شعلہ دل مینے کھائی رہی
پس کہا مین جیو مین ای پروردگار | دوستونکو کیون کیا تو خوار و زار
تب دیا ہاتف نے مجھکو یون ندا | کام میرے یونہی ہین ای مرد گدا
دوستونکو یونہی کرلیتا ہون مین | پھر کے انکا خون بہا لیتا ہون مین
جبتلک ہے خون بہا میرے کنے | مارتا ہون دوستونکو دل سے مینے
کیا ہی انکا خونبہا میرا لقا | جس لقا سے پائینگے دائم بقا
روز محشر کو کرونگا سرفراز | دیونگا مین دیدار انکو دل نواز
آئینگے جس روز میرے روبرو | خوف سے اپنے رہینگے سرخرو
دیکھ میرا آفتاب ذوالجلال | محو ہو کر جائینگے سایہ مثال
ہوئیگا جو محو مجھکو دیکھ کر | مار رہے گی تجھکو اسسے تنگی جگر
کچھ عجب ہے ای فلان یہہ محویت | مین کہی جاتی ہے جسکی کیفیت
خرچ کر یہان سر کو اور اسرار دیکھ | خود سے گم ہوا اور خدا سا یار دیکھ

حکایت فرعون ملعون گوید

بات جانباز کی ہے سن یہہ بیان | جب گئے فرعون کے وہ ساحران
خوف کچھ فرعون کا دل مین نہ لا | یونہی بولے حق ہے موسی کا خدا

حکایت یوسف و برادران ... و دربازار مصر فروختن

حکایت شیخ غوری با بادشاه سنجری مناظره کرد

لیکے آئی ایک تانہ سوت کا
وہ سو مایہ تیرت اسکے قوت کا

پس کہی دلال کو یہہ سوت لے
بیچتا ہی تو مجھے یوسف کو دے

بعد ازان ہنس کہا دلال وو
تو سو کیا اور کیا تیرا تانا ہی یو

کان بہہ زر کا گنج کان تیرا یہہ سوت
تو دیوانی ہوئی کیا لاگا ہی بھت

پس لگی کہنے بوڑھی دلال سے
جانتی مین بھی ہون اپنی ذات سے

لیکن اتنا بس مجھے دنیا مین ہون
جو خریدارونمین یوسف کے کہاؤن تا

پائے ہر کوئی جگ مے ہمت سے نام
راہ مین مولا کے ہمت سے آ کام

دیکھ ہمت بلخ کے سلطان کی
کس وضع کی سلطنت کس شان کی

چھوڑکر اک پل مین ہو سب سے جدا
کیون لیا مردون نمن راہِ خدا

پاک ہمت ہو جو اسکی راہ پر
اس بخس دنیا پہ نہین کرنا نظر

آنکھیان خورشید سے لایا ہی جو
کب نظر مین لائیگا ذرہ کو وو

حکایت نالیدن درویش وجواب دادن اوراابراہیم بن ادہم

کوئی درویشی تھا نالان فقیر
دیکھ کر سلطان ادہم اکی دہیر

لطف سے کہنے لگا ای بے خبر
مفت درویشی ملی ہی تجھ مگر

ہنسکے بولا وہ گدائے مبتلا
مول بکتی ہی فقیری کیا بھلا

بعد ازان سلطان کہے ای بی مزاج
مین تو اپنا ملک و مال و تخت و تاج

سیر اسکا عالم ہستی بھار | عالم ہشیاری و مستی بھار

حکایت مرد دیوانہ کہ شب بیداری میکرد

ایک دیوانہ راتکو روکے زار | بولتا تھا یہ جو کیا ہی روزگار
ایک پنجرا ہی کہ جسمین ہم تمام | پھڑپھڑاتے ہینگے جون مرغان تمام
ہوئے جب پر سون سے پر لونکا اڑ | جسکو پر ہی جائے اڑ دو بازو کو چھاڑ
اور نہین جسکے پرون سو پڑ رہے | پس پٹاری مین جفا کے اڑ رہے
گر تجھے بھی ہوئین گے ہمت کے پر | جائیگا اس قید سے پرواز کر
نہ ہی تو اس پٹاری مین جلک | گر اسکے بال و پر پیدا ملک
نین تو بال و پر جلائے تو بھی جل | تا کہ سب سے جاکے پہنچیگا اول

حکایت مرد عاشق با شپرک

کوئی کہا شپرک کو ای بدروزگا | کیون نہین تو نکلتا گھر سے بہار
تا نظر آوے اجالا روز کا | منہ دکھاوے سور جگ افروز کا
اس اندھارے مین رہیگا کب تلک | گھر کے کھونے مین چھپیگا کب تلک
دیس تیرا سب سے بد تر ہی سیاہ | رین ہی تیرے پہ ظلم آہ آہ
گر تو دیکھیگا جو مکھڑا سور کا | پائیگا انکھونمین حصہ نور کا
آ ادھر تو دیکھ شمس موج زن | کب تلک تو بیٹھتا کرکے وطن
پس کہا شپرک سے اے بیخبر | کیا مجھے کام آئیگا سورج جیدہر

طبع مین ہیری جم انصاف ہے	ہو فائی سے بھی سینہ صاف ہے
ہوئیگی جسکی طبیعت اسو ضع	کیا جزا اسکا ہووے گا کسو ضع

جواب دادن ہدہد اورا

پس دیا ہدہد نے اسکا یون جواب	سب سے ہے انصاف کی خصلت صواب
کیا کہون انصاف کی مین کچھ بات	ہے سچی انصاف سلطانی صفات
کچھ سے کر ہو آئیگا انصاف ایک	عمر کے روزا اور نماز و ہے نیک
دلمنے انصاف اپنے جو کرے	سب سے زیادہ وہ جوانمردی کرے
ناکرے انصاف جو کوئی آشکار	باطن اسکا بیوفائی سے ہے خوار
مرد مین انصاف جتنے ہے کس کنے	وہ سو منصف وہ بحق اپنے منے

حکایت امام احمد حنبل رحمۃ اللہ علیہ

احمد حنبل امام روزگار	کچھ نہین جسکی فضیلت کا شمار
جب فراغت علم سے پائے تھے وو	تب بشر حافی کنے جاتے تھے وو
لوگ انکو منع کرتے خیر خواہ	کیا سبب ہے بشر سے تمنا کو راہ
خلق عالم کے انکھاین ہو کر امام	کیا انکھاین سر پا برہنہ سے ہے کام
پس کہے احمد کہ مجھ کو بیشتر	گرچہ ہے مسئلہ مسایل کی خبر
علم حق میرے سے ہے انکو زیاد	حق کی پہچانت مین ہے او اوستاد
جسکے دلمین اسطرح انصاف ہوئے	کیون نہ سینہ آرسی سے صاف ہوئے

نین کیا تو یاد بن شکر مجھے | دوست سمجھو نیا کہ کر دشمن مجھے
اس وفاداری سمنے ہی کیون روا | کب تلک مجھسے وفا تجھسے جفا
اسطرح گرحق کرے مجھسے خطاب | کیونکہ دون اس بیوفائی کا جواب
ہی شرم ساری مجھے اسبات کی | سوز دن کا اور زاری رات کی
تو بھی یا یدروش یون در پیش آ | آہ انصاف و وفا در پیش لا
ہے وفا تجھکو تو عزم راہ کر | نین تو ہاتھ اسبات سے کوتاہ کر
جو ہوا راہ وفاداری سے دور | ہی جوانمردی مین اسکے کچھ قصور

حکایت غازیان کہ با کافران جہاد کردہ بود

غازی و کافر ہوئے تھے جنگ ساز | آ لگا اُسے سمنے وقت نماز
پس رضا کافر سے غازی لیکہ پھر | وے نماز اپنی لگے پڑھنے کو پھر
بعدازان کافر اپنے وقت پر | لے رضا غازی سے جا اشنان کر
ہوکے اوندھا سر جھکا کر بت کنے | تب کہا غازی اپنے دل سمنے
یہہ تو اوندھا ہو رہا ہے بیخبر | وقت فرصت کا مجھے ہی خوبتر
کھینچکر شمشیر جب جانے لگا | ہاتف غیبی ندا اسکو دیا
کا یجوان بے وفا بے اعتبار | خوب عہد اپنا دکھایا استوار
وہ جو تھا بیدین کافر بت پرست | نین کیا تیرے سے عہد اپنا شکست
تو مسلمان ہوکے بدعہدی سے اے | کیا کہا جاوے تجھے ایواے واے

قحط سالی کا لگے رونیکو دکھ ‫ ‫ آپ تھے چشمونکے ہرایک دکھ سکھ

حضرت یوسف تو برقعہ منہہ پہ ڈال ‫ ‫ تخت پر بیٹھے تھے باجاہ و جلال

پاس تھا ایک طاس پس اس طاس پر ‫ ‫ ہاتھ مارے تب اٹھا چنکار پر

پس کہے بھایونکو یون اے یار ہو ‫ ‫ کیا خبر یہہ طاس کہتا ہی سنو

بعد ازان بولے وے یاران ناشناس ‫ ‫ کیا سمجھ ہمکو یہہ کہتا کیا ہی طاس

تب کہے یوسف کہ مین بولون سخن ‫ ‫ طاس جو کہتا ہی سو راز سخن

کوئی تمہارا بھائی تھا یوسف مگر ‫ ‫ پاک صورت رشک خورشید و قمر

پھر کے مارا طاس پر یوسف نے ہاتھ ‫ ‫ پس کہے یہہ طاس یون کہتا ہی بات

جو تمھین اس بھائی کو صد آہ آہ ‫ ‫ جھونکڈالے ہین کوئمین بیگناہ

پیرہن اسکا رنگا پھر خون سے ‫ ‫ گرگ نے کھایا کہے یعقوب سے

بار دیگر طاس کو یوسف بجا ‫ ‫ طاس کہتا ہی سنو پھر اسو صدا

بیچ ڈالے بعد اسکے بھائی کو ‫ ‫ جھوٹھ بولے بات پھر یعقوب کو

کوئی کافر بھی کرے نہین اس وضع ‫ ‫ جو کئے ہو بھائی سے تم جس وضع

یہہ سخن سنکر ہوئے حیران تب ‫ ‫ گئے تھے رونیکو سو گل پانی ہوئے

تب تو بیچی تھی فقط یوسف کی ذات ‫ ‫ اب اپین بیچے گئے حسرت کے سات

جون کوئمین ڈال اس تے سبھی ‫ ‫ آپڑے ہین وے کوئمین یون ابھی

کیا وہ اندہا ہی جو سنکر یہہ قصا ‫ ‫ دل ملنے غیرت سے نا لیوے حیا

نازمحبوبان کرین تو کیا عجب / جو دیوانے ہین محبت کے وہ سب
وہ جو گستاخی کرین تو خوش دِسے / بات دیوانیکی سن ہر کوئی ہنسے
وے سلامت ہین ملامت سے مدام / کوئی خاطر لاوے مین انکا کلام
تو بھی دیوانہ ہی تو گستاخ ہو / بار کو دیوانگی کے شاخ ہو

حکایت شیخ بایزید بسطامی قدس سرہٗ

کہین جنگل مین بایزید نامور / جا کے بیٹھے تھے کہین زیر شجر
مست بیٹھے تھے دو جگ سے بیخبر / سر پہ ٹوپی اور گدڑی اوڑھکر
غیب سے ویسمین آیا یہہ ندا / بیچتا ہی اپنی ٹوپی اے گدا
پس ہے گستاخ ہو کر بایزید / تو یہہ ٹوپی کرنے سکتا ہی خرید
کیا ہی تیرے پاس جز دنیا و دین / مین تو اتنے پرند ون ٹوپی یقین
بھی ہووے اس سے زیادہ وہ بھی لا / نین تو چپ کر بیٹھ اپنے ٹھار جا
بھی ندا آیا کہ بس ای بایزید / کرنہ گستاخی ازین اور تو مزید
نین تو عالم کو کہونگا ایک بار / وے کرین سب ملکے تجھ کو سنگسار
بایزید اسکا دیا پھر یون جواب / تو بھی بس کر ایجدٰے منتطاب
نین تو کر دیتا ہون تیرا فضل فاش / تا عبادت کی کرے نین کوئی تلاش
ہی عجب کوئی درگاہ حق کے رازدار / انکو گستاخی ہووے یون سازوار

حکایت مجذوب کہ گستاخی کردہ بود

عمر میری گئی سو ناکامی سے منے — دمبدم بے عقلی و خامی سے منے
تو زبان طعنہ کی مجھ سے دور رکھ — عاشق دیوانہ کو معذور رکھ
جان سے میں کو معذوروں منے — گن مجھے بھی ایک بیطوروں منے

سوال کردن مرغ ہفدہم

ستروان پنکھی کہا جی ہے تلک — عشق کی بس مین پڑا ہون مین ہلک
کام میرا عشق سے ہے ہم نفس — سر کو میرے عشق سودا سے ہے بس
عشق نے جب سے کیا سودا مجھے — مین رکھا کچھ جیو کا پروا مجھے
وقت ہے اب جو کرون جیو کو نثار — تا کہ جا دیکھون جمال روئے یار
دیکھ کر انکھیونکو مین روشن کرون — داغ دل کو ایک دم گلشن کرون

جواب دادن ہدہد آن مرغ را

پس کہا ہدہد نے تو مین مار لاف — نا ملیگا لاف سے سیمرغ قاف
لاف دعوی عشق کا ہرگز نہ کر — عشق دعوی بات سے ہے دور تر
گر مجھے دولت مددگاری کرے — فضل او توفیق حب یاری کرے
کھینچکر آپس طرف تجھ کو لیجائے — ایکلا خلوت منے اپنے بلائے
تب تیرا یہہ لاف دعوی خوش دسے — بات تیری صدق آوے ہر کسے
جبتلک ایسی نہین تجھ کو کشش — تو کیا کوشش تو کیا اسکی روش

حکایت کسی از بایزید پرسید کہ منکر نکیر

جل گیا تھا عشق کی آتش سے جان | سوز سے سینے کے جلتی تھی زبان
ہو گیا تھا دل و جان جلکر کباب | جیو مین اسکے صبر نا طاقت نہ تاب
دکھ سے چھاتی پھوڑ اپنی زار زار | راہ مین بکتا چلا تھا بے قرار
عشق سے جلتا ہی جیو جان کیا کرون | اس اگن مین صبر مین کبتک کرون
پس کہا ہاتف نکو تو لاف مار | خواہ مخواہ کیونکر ہوا ہی خوار و زار
یون کہا درویش پھر الجھا ہون کب | بلکہ وہ الجھا ہی مجھسے یہہ عجب
کیا ہون مین اور کیا سو ہی اسکی مجال | جو کرون اسکی محبت کا خیال
کیا کیا مین جو کیا سو وہ کیا | دل سے سیر جیون کیا تو او کیا
ایکدا الجھا ہی وہ تیرے سنگات | تو اسکی ایکدن لاتا ہی بات
کیا ہوویگا تو سو ایسی بات مین | لائیگا وو سو اس اپنی ذات مین
عشق وہ تیرے سے اپنا کب لگائے | صنع سے اپنی وہ اپنا عشق لائے
کیا ہی تو اور کیا ہی تیرا کاروبار | ہی جو کچھ سو صنع صانع کا بچار
لائیگا کر تو اسکو درمیان | نا تیرا ایمان رہیگا نا یہہ جان
ہوش کر اس راہ مین اے بھائی جان | دزد باطن ہی اسی رہ مین پچھان

حکایت بیرون رفتن سلطان محمود و آمدن بخانہ

ایکدن محمود سلطان کین نکل | جا کے نکلا ایک پھر بھو بچیکے گھر
اٹھکے پھر بھو بچا تو اضع سے شتاب | لا رکھا آگے خوشی سے نان و آب

کون ہی جو گھر مین آپنے چھوڑ گنج | جاکے بیہودہ جنگل مین سوئے رنج

جواب دادن ہدہد

پس کہا ہدہد کہ اے شیطان صفت | یہہ منی تیری نہین ہی معرفت

یہہ خیال خام اور تیرا غرور | معرفت کے قرب سے ڈالا ہی دور

کر رکھا ہی نفس تجھہ کو زیردست | ہو رہا ہی دل تیرا شیطان پرست

مین پنے کے بند مین اٹکا ہی تو | سر سے پا تک پھند مین اکڑا ہی تو

معرفت کا نور تجھہ پر نار ہے | وجد مین ہی یہہ خودیکا بار ہے

روشنی یہہ مین تجھے اندھار ہے | بلکہ تیرا نفس تجھہ کو یار ہے

نفس کے ہی نور کا تجھہ پر جھلک | نس سے گئی مین ہنگی تیری یہہ جھلک

گر نہ تو اس نور ناقص پر غرور | ذرہ ہو رہ جب پچھانا مین تو سور

نور گر یہہ نفس دکھلاوے تجھے | تو ضلالت مین لیجا ڈالے تجھے

جبتلک تجھہ کو ہی تیرا مین پنا | تو بڑے پردونکو سمجھا اب دھنیا

آنکھہ مین اک بال اگر آتا ہی آڑ | وہ سو آتا ہی نظر مین جون پہاڑ

ذوق تیرا ہی تجھے مفسد خیال | تو جو کہتا ہی سو سب بد ہے خیال

مین پنے کی جا جب غفلت نکل | تب سے حاصل حقیقت ہووے کل

مار تارہ نیستی کا دم جنم | نیستی ہووے تو مین ہستی کا غم

ایک ذرہ تجھہ کو ہستی ہووے تو | کافری اور بت پرستی ہووے دو

ہین سچ کہ ہین پنا کچھ نہین بھلا | جگ مینے ابلیس اپکو مت کہلا

خطاب کردن حق تعالی بموسی علیہ السلام

حق تعالی نے کہا موسی سنگات | جا کے تو شیطان سنے کچھ پوچھ بات

پس ملا موسی کو وہ شیطان کہین | بعد ازان ہنس کر اسے پوچھا وہین

پس کہا وہ یاد رکھ تو یک سخن | گر نہ تو ہرگز منی میرے نمن

نین تو ہوگا تو بھی میرے سار کا | مین ہیسے رانده اس دربار کا

بال بھر کر تجھ کو باقی ہے منے | حق منے تیرے ہے ڈونگر کی نی

کام دو مرد ونکا ہے ناکامی منے | ناسر انجامی سر انجامی منے

خود نمائی او خود بینی سب تجھے | بے سخن ہے دشمن دینی تجھے

حکایت یکی عابد خود بین گوید

یک کوئی عابد تھا زہد کلیم | تھا مکمل صاحب قلب سلیم

لیکن اسکو تھا بڑی داڑی پیار | نت رکھے داڑی کو کنگھی سے سنوار

از قضا دیکھا اسے موسی کہین | دوڑ کر نزدیک آیا اُنکے وہین

پس کہا اسنے کہ ایسا لار طور | عرض میری خدا سے ایک ضرور

جو مین کرتا ہون عبادت روز شب | ذوق نین حاصل مجھے سو کیا سبب

بعد ازان موسی گئے جب طور پر | حال عابد کا کہے رب سے مگر

پس کہا حق نے کہ بولو اسکو جا | ذوق تو طاعت کا پاوے از کجا

سوال کردن مرغ نوزدہم بہ ہدہد

پس کہیا انیسوان پنچھی سوال ❊ کیون سفر مین جیو رکھا جاوے سنبھال

رہنمائی کر مجھے اسبات کی ❊ تا ہمت ہووے مجھے انجھ سبات کی

بول ایسی بات مجھہ سے تو ضرور ❊ جس سے آسان ہووے مجھپر راہ دور

دلکو دو نین کسطرح کی جمعیت ❊ تا کہ ہووے تفرقہ سے انسیت

جواب دادن ہدہد اورا

پس کہیا ہدہد کہ دلکو شاد رکھ ❊ طبع کو وسواس سے آزاد رکھ

یاد حق سے رکھ تو اپنے دلکو شاد ❊ جب بسر جاوے تو کر تو اسکو یاد

شادی جان ہدمردان اس سے ہی ❊ زندگی چرخ گردان اس سے ہی

تو بھی تو شادی سے دایم زندہ رہ ❊ شوق مین جون آسمان گردندہ رہ

اس سے بہتر کیا ہوویگا ایغلان ❊ ہوویگا تو جس سے یکدم شادمان

حکایت وعظ گفتن عزیزے بخلق خدا

کیا کہا ہی خوب کوئی صاحب نفس ❊ شاد ہو نین یاد سے ستر برس

جب مجھے رب سار کا ہیگا دھنی ❊ پاک مطلق نام جس کا ہی غنی

تجھ کو یہہ غفلت کی سر پر ہول ہی ❊ خلق کے عیبو نمین تو مشغول ہی

کب تجھے یاد آویگا پروردگار ❊ تا خوشی سے گذرے تجھ کو روزگار

عیب جوئی سے اول آزاد ہو ❊ پس خدا کی یاد سے دلشاد ہو

بعد مدت کے ہوا وہ عشق سرد
رنج سے پایا خلاصی شیر مرد

نظر مین آئی سفیدی نار کی
بعد ازان پوچھا کہ ای زن پیار کی

آنکھہ پر تیری سفیدی آئی کب
وہ لگی تیرا ہوا کم عشق جب

عشق مین تیرا ہوا نقصان جون
عیب پیدا ہو کے آیا مجھہ کو یون

ای جو غفلت کا ہی تیرے دلمین شور
دیکھہ اپنے عیب تو ای مرد کور

عیب کب لگ خلق کے دیکھیگا تو
دیکھے اپنے کو تو سمجھے کر عیب کو

عیب تیرے تجھہ نظر آوینگے جب
عیب لوگون کے نظر مین آوین تب

حکایت دیگر براین حکایت

مارتا تھا محتسب مست کو
مست نے بولا کہ ای بد مست تو

مفت کے کھا کھا کے سب ٹکڑی حرام
تجھہ کو مغروری کی مستی ہی تمام

مست تر مجھسے زیادہ تو دسے
مین ولے مستی تیری دستی دسے

مجھہ پہ ناحق تو زبردستی نکر
مستی اپنی دیکھہ بد مستی نکر

سوال کردن مرغ بستم بہ ہدہد

بیسوان پنکھی کہا ای رہنما
مین اگر پہنچا تو مانگون شی کیا

فضل حق سے جب میسر ہو درگاہ سے
نین سمجھتا کیا منگون مین شاہ سے

چیز جو خوبی کی ہو سو مجھہ کو بول
تا منگون مین شاہ سے وان دل کھول

جواب دادن ہدہد اورا

حکایت حضرت داؤد علیہ السلام

حق کہا یون حضرت داؤد کو — یون ہیرے بندونکو جا کر بول تو

گر نہ مین دوزخ بناتا نا بہشت — بندگی میری تھی تمنا کو زشت

گر نہ مین پیدا جو کرتا نار و نور — کیا عبادت مین اتھے کرتے قصور

گر نہ ہوتا خوف میرا اور رجا — کیا نہ لاتے بندگی میری بجا

ہے روا سب کو جو مجھ سجدہ کرین — صدق سے میری عبادت سب کرین

بول بندونکو جو کھینچے سب نے ہاتھ — بندگی میری کرین دل جان ساتھ

ہے جو کچھ دو جگ منے میرے سوائے — ذرہ ذرہ توڑ کر سب کو جلائے

جب وہ سب جل بلکے ہوجاوے بھسم — نار ہے آسمین رتی کچھ بیش و کم

پس بھسم کو بھی اڑا دیوے تمام — تا کہ حاصل ہوئے قربت کا مقام

جسکو دیتا ہے بہشت اور حور وہ — اسکو رکھتا ہے اپس سے دور وہ

حکایت سلطان محمود کہ ایاز را سلطنت بخشیدہ بود

وہ جو تھا سلطان غزنی کا ایاز — شاہ نے اسکو کیا یون سرفراز

پادشاہ نے تخت و افسر سب دیا — ملک و کشور لاؤ لشکر سب دیا

پس کہا جا تخت پر بیٹھ اے ایاز — ملک کو دے قول لشکر کو نواز

خلق و عالم شاہ کا یہ دیکھ رنگ — ہو رہے حیرت سے اپنے دل مین دنگ

پس لگے کرنے کو آپس آپ بات — نین کیا کوئی شاہ یون بندے سنگات

دوستونکو آخرت سب دے تمام — مین تو ہون بے زار دونو سے مدام

نادنی نا آخرت چاہیے مجھے — گر تو میرا ہی تو کیا غم ہی مجھے

ہر گز ان دونو سے مین پر کم نہین — گر تو ہی مجھہ مہربان تو غم نہین

گر دو عالم پر کرون کوری نظر — جانتی ہون اس نظر کو کفر کر

جسکو وہ رب ہے تو سب کچھہ ہی اسے — دو جہان مین رونق و رنگ ہی اسے

بت ہی تیری راہ کا اسکے سوائے — کفر ہی گر جی کو بھی خاطر مین لائے

حکایت سلطان محمود غزنوی و ظفر یافتن بر سومنات در بیان

شہر سورٹھہ پر جو شاہ غزنوی — جبکہ پائے غیب سے فتح قوی

ہندؤنکا بت جو تھا وہ سومنات — از قضا آیا مگر سلطان کے ہات

جمع ہو کر ہندوان آنے لگے — زان برابر بت کے زر دینے لگے

پادشاہ نے زر پہ نا رکھہ کر نظر — بت کو فرمایا کہ ڈالین پھوڑ کر

پس کہے لوگان کہ زر لینا اتھا — لشکری کو بانٹ کر دینا اتھا

شاہ بولا مجھہ کو یہہ ڈر ہی بڑا — جو مجھے آذر برابر کر کھڑا

حشر مین آواز دیویگا سروش — جو وہ بت گر ہی تو یہہ ہے بت فروش

بعد ازان اس بت کو ڈالے توڑ کر — آٹھہ من اس سے نکل آئے گہر

جب سنا ہی تو وہ آواز الست — مت بلی کہنے سے کر کوتاہ دست

جو اول سے تجھہ کو وہ اقرار ہے — اب تجھے کس بات سے انکار ہی

حکایت یوسف و زلیخا در زندان فرستادن و ضرب زدن برو

پس دیوانے کو بلا شاہ جہان
کھول کر اپنا کہا راز نہان

تب کہا دیوانہ سے بادشاہ
یہہ سنوارا کار تیرا ہی الہ

بار دیگر گر تجھے ہی اس سے کام
بانٹ دے سارا فقیروں کو تمام

جسنے یہہ نصرت دیا ہی تجھکو آج
اسکو سب معلوم ہی تیرا مزاج

بعد ازان محمود نے وہ مال سب
کل فقیروں کو دیا در حال تب

سوال کردن مرغ بیست و یکم

بعد ازان آیا پنکھی اکیسوان
پس کہا اے پیشوا در رہ روان

کیا ہی لایق چیز اس درگاہ کے
جو لیجاوین ہم نظر اس شاہ کے

دست خالی نہین روا جانا وہان
تحفہ لازم ہی کہ لیجانا وہان

جواب دادن ہدہد او را

پس کہا ہدہد کہ یہہ بولا بجا
جو نہین کچھ وہان سو تو یہان سے لجا

جو لجاویگا یہان سے وہ ہی سب
زیرہ کرمان کو لجانا کیا سبب

علم ہے وہان حکمت اسرار ہی
طاعت روحانیان بسیار ہین

کیا نہین بولون تجھے مین ایفلان
عاجزی اور درد دل اور سوز جان

گر تو لیجاوے تو یہہ مقبول ہی
شاہ کن وہ تحفۂ معقول ہی

گر کرے تو درد دل سے ایک آہ
کوئی اسکی جائے گا تا پیشگاہ

خاص جا کہہ آہ کی ہی مغز جان
پوست اسکا کیا ہی نفس بدگمان

گرچہ بیٹھی خلق کر ساری غمین
آہ اک ماتم زدے کے کر گلین

گر تجھے بھی دل کے اندر درد ہے
سینے مین ور مثل جون فرد ہے

عشق کا جس دل منے ہے تاب و تب
کب خوشی اسکو رہیگی روز و شب

حکایت یکی غلام کہ از دنیا دست شستہ بود

کوئی صاحب کو تھا یک زنگی غلام
دہو لیا وہ ہاتھ دنیا سے تمام

رات ساری وہ غلام پاکباز
صبح تک کرتا تھا دایم وہ نماز

تا کہا صاحب کہ ای مرد خدا
جب تو جاگیگا مجھے بھی تو نے جگا

بھی وضو کرکے کرون تجھ سنگ نماز
پس جواب اسکو دیا یون پاکباز

نار جلتے وقت پڑا کھائے جب
وہ جگاؤ کہے تو مجھ کو کیا عجب

ای دھنی گر تجھ کو ہوگا درد دین
آپ سے تو آپ جاگیگا یقین

جب جگاڈیگا تجھے بھی اور کوئی
وہ عبادت اسکی ہی تیری نہوئی

جسکے دلمین دین کا کچھ درد نین
سر پہ لنگے خاک باد او مرد نین

درد سے ہی اصل مین جسکی سرشت
محو اسکے آگے ہی دوزخ ہا بہشت

حکایت بو علی طوسی را خبر دادن از بہشت و دوزخ

بو علی طوسی کہ پیر عہد سے تھے
دین کے رستے مین صاحب جہد تھے

جس مکان پر وہ رکھے ہونگے قدم
وہان تلک پہنچا ہوویگا اور کم

پس کہا ہدہد نے سن نکھی نکات — راہ مین پہنچا ہی تو وادی ہے سات
جو فرشتو نکو نہین معلوم لیک — کوئی وہان سے جا کے پھر آیا نہ ایک
جو گیا ہی وہ رہا ہی وہان اٹک — پھر نہین آیا ہی کوئی پیچھے پھٹک
ہی اول وادی طلب کی سخت تر — عشق کی وادی ہے دوسری پر خطر
معرفت کی تیسری وادی پہچان — وادی استغنا کی چوتھی ایسی جان
پانچوین توحید کی وادی ہی پاک — ہی چھٹی حیرت کی وادی خوفناک
ساتوین ہی وادی فقر و فنا — اس سے آگے رہ نہین سچ کہتا کیا
وہان کسو کا نا رہے کسکو روش — گم ہی سب راہ و روش الا کشتر

حکایت وادی طلب

جب تو وادی مین طلب کے آئیگا — دمبدم ہر ہر قدم دکھ پائیگا
ہر گھڑی پیش آئینگی سو سو بلا — آسمان اس سوز کا ہی اک حبلا
کام ہر کوشش یہان کے سر بسر — رہے سدا کوشش مینے ساری عمر
مال کا یہان ترک کرنا ہی ضرور — ملک اپنا چھوڑ کر جانا ہی دور
ہو پائی کر کے دکھلاتا ہی یہان — جیو کو رنج و درد مین پاتا ہی یہان
سب خلایق سے تو اپنے دلکو توڑ — جسپہ تیرا پیار ہی دے اسکو چھوڑ
جب گنواویگا اپکے سب صفات — تب دکھاویگا تجھے وہ نور ذات
ہوویگا جب دل پہ وہ نور آشکار — ایک طلب سے ہوویگے چندین ہزار

حکایت حضرت امیر المومنین

دیکھو بارے سر کو وہ ہے سو کیا ۔ گر خدا کا نے میرے سر کو تو کیا

جو نہ تھا ابلیس کا سر خاک پر ۔ سر مولا کو نہ دیکھا بھر نظر

پس کہا حق نے کہ اے جاسوس راہ ۔ تو کیا ہے اب سو مولا پر نگاہ

گنج پنہان تھا سو تو دیکھا عیان ۔ تجھ کو مارون تا نہ بولے در جہان

بادشاہ جب گنج رکھتے ہین کہین ۔ مار رستے مین رکھن ہار یکو وہین

تو سو میرا گنج دیکھا آشکار ۔ سر کٹانا تو کیا حال اختیار

پس کہا ابلیس نے مہلت مجھے ۔ جو کیا ہون یہہ عبادت بھی تجھے

تب کہا حق تجھ کو مہلت ہے ولے ۔ طوق لعنت پاؤنگا تیرے گلے

جو کیا ہے اس وضع بد زشتی ۔ دور ہو جو ہے تو میرا لعنتی

پس کہا ابلیس کا ہے پروردگار ۔ کر جو کچھ کرتا ہے تیرا اختیار

لعن بھی تیری ہے رحمت بھی تری ۔ جو تو دیوے مجھ کو سو قسمت میری

مجھ کو تو لعنت ہے تیرے باک نین ۔ زہر بھی ہو نا کہ سب تریاک ہین

نہاشتی ہے خلق جس لعنت سے اب ۔ مین اسے لیتا ہون سر پر با ادب

گرد عالم کو کیا ہو نہین قبول ۔ بس بندہا ہون لعنتی مین پر فضول

آدمی کو اس وجہ ہوتا طلب ۔ مین تو دعوی سر بسر جھوٹا ہے سب

ڈھونڈھتا ہے تو مگر پاتا نہین ۔ کیا او گم ہے گم طلب ہے تجھ لقین

حکایت شیخ شبلی بوقت سفر کردن از دنیا

ہنسکے بولا کیون تو ہوتا ہی ہلاک — خاک مین کان پائیگا وہ دُرِ پاک

پس کہا مجنون کہ ڈھونڈھتا ہون مگر — کہین بت لیلی ملے مجھکو کنکر

حکایت شیخ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

یوسف ہمدان امام روزگار — صاحب اسرار و شیخ نامدار

کیا کہے ہین وہ زمین سے تا گگن — گر تو دیکھے کھول کر اپنے نین

ہے سبھی ہر روز یعقوب دگر — پوچھتا ہی اپنے یوسف کی خبر

درد ہونا مرد کو اور انتظار — حرف ان دونون مین کر یار روزگار

گر نہین دونون بھی تجھکو تو بھی تو — ڈھونڈھتا رہ شوق سے اسرار کو

صبر لازم ہی طلب مین مرد کو — کان ہی لیکن صبر اہل درد کو

صبر کرنا ہی تجھے یہان خواہ مخواہ — پائے گا اُسے تو بھی یک روز راہ

جیونکہ ماکے پیٹ سے چھوٹا بچا — ہوا ایسکا آپ پیتا ہی بچا

تو بھی باطن مین اپسکے رہ وہین — خون دل کھا رنج و غم کو سہہ وہین

سالکون کے دل مین ہی منزل مقام — یار جانی سے نہین کب انکو کام

تو بھی ہو پی صبر کر مردون ممن — تا کہ حاصل ہووے مطلق وہ سجن

حکایت سلطان محمود غزنوی و خاک بیز

ایک دن جاتا تھا کین محمود تیز — راہ مین اسکو ملا اک خاک بیز

وہ کیا تھا جا بجا ماٹی کے گنج — کسب مین مشغول تھا باسعی و رنج

وہ بجانے کفر کیا اور کیا ہی دین ‏ وہ نہ سمجھے شک نہ پہچانے یقین
جا پڑے اڑ کر اگن مین جون پتنگی ‏ نا رکھے کچھ جیو کی پروا ایک تی
نیک و بد اور سب اسے یکسان ہے ‏ عشق جب آوے تو یہہ وہ کان ہے
کھیلتا ہی عشق کا جو کوئی قمار ‏ نقد ہستی ایک دم دیتا ہی ہار
عشق آتش عقل ہے جون دود ہے ‏ عشق آگے عقل سب نابود ہی
عقل مایہ عشق کو دیوے سو کھوئے ‏ عشق کے غم سے خلاصی کیونکہ ہوئے
جو تیرے تن کو کئے تک مین غبار ‏ یہہ مقرر دلکشا کیون ہو طیار
دیکھ اصل عشق کیا ہی اے گدا ‏ گرد یا ہی غیب مین انکھیان خدا
غیب سے انکھیان جو تجھ پر باز ہوئے ‏ ذرہ ذرہ سب تجھے ہمراز ہوئے
عقل کی انکھیون سے دیکھیگا اگر ‏ نا دسے گا عشق تجھ کو بال بھر
عشق کو درکار ہی یہان مرد کار ‏ نا رکھے دلکو اپس کے استوار
نا تو مرد کار نا عاشق ہوا ‏ عاشقی کے کسو ضع لایق ہوا
زندہ دل کو کام یہہ ہی سازوار ‏ تا کرے ہر دم اپس کا جیو نثار

حکایت عاشق و معشوق گوید

ہی دکھن مین قصبہ اک نوشہ نگر ‏ جو ندی گنگا سے ہے نزدیک تر
اسمین بسن رہتے تھے کوئی شخص دو ‏ خوبصورت پاک سیرت نیک خو
ایک کو بیٹا تھا جون روشن گہر ‏ ایک کو بیٹی سندر تھی جون چندر

کوٹھری کا قفل سے در بند کر | پس کہے دل سے کہ اے دل کیا خبر
وقت ہمت کا ہی کر ہمت رجال | کر مدد گاری مجھے تو لے سنبھال
اے دل اب یہہ جیو تجھے کیا کام آئے | جیو بیگانہ تنکو میرے ہاتھ لائے
وسے آگے زندگیمین ہین نفا | حیف ہی عاشق کہے گر بے وفا
پس اپنکے تیل سے پیر بھگا | آگ دینی شمع کے نزدیک جا
ہو گئی یک پل منے جلبلکے راکھ | غم سے عالم ہو رہا سب دردناک
از قضا عاشق بھی اس غلغال مین | تھا مگر اپنے پریشان حال مین
دیکھ کر جو لیمین دہگد ہگتی انگار | جا پڑا اک آہ کر بے اختیار
ہو گیا اک پل منے وہ بھی فنا | جا ملا اس آشنا سے آشنا
عاشقان تو یون فدا کرتے ہین جان | تو کہان اور تجھ کو یہہ ہمت کہان

حکایت عاشق شدن گدا بر ایاز

کوئی گدا پیدا کیا عشق ایاز | ہو گیا ساری جہانمین فاش راز
باہر آیا جب ایاز شہسوار | دوڑتا آگے یہہ جاتا خاکسار
جس طرف جاتا تھا وہ گھوڑا دوڑا | یونہی ہوتا اسکے آگے وہ گدا
کوئی کہا محمود کو جا کر مگر | ہے گدا عاشق ایاز خاص پر
دوسرے دن کو ہوا سلطان سوار | ساتھ اسکے وہ ایاز کامگار
وہ گدا عاشق بھی تب ہمراہ ہو | دوڑتا تھا خوش خوش آگے پیشرو

کوئی کے تو مغز مین ہی بوئے وصل — لگگیا ہی تجھ سے کوئی گوئے وصل

بعد ازان شہ نے کہا سن ای گدا — ہی گدا اور کوئی تو مفلس سدا

گر تو مفلس ہے تو لا اسکی دلیل — مفلسی کی کیا وضع کیا ہے سبیل

پس گدا بولا کہ مین مفلس نہین — مفلسی کی صورت مجلس نہین

جبتلک یہہ جیو ہے میرا تن منے — ہون نہ صادق مفلسی کے فن منے

جب کرونگا جیو جانان پر نثار — مفلسی کا ہوئیگا تب اعتبار

تو بھی ای محمود اب ہو جانفشان — جانفشانی عاقبت کا ہی نشان

بات اتنی کر کے وہ مفلس گدا — جی کیا اک پل مین جانان پر فدا

یہہ تماشا دیکھ کر محمود شاہ — دل منے کیا کیا افسوس و آہ

نین جلگ یہہ کام تا ہر مرد کو — جانتا ہی کیا وہ عاشق درد کو

حکایت لیلی و مجنون کہ عاشق صادق بود

لوگ لیلی سے کہے مجنون کتین — چھوڑتے تھے تا اپس محلت کتین

ایکدن جنگل مین جا کر ہو تنگ — پوست دنبہ کا لیا وہ کس سے منگ

بعد ازان اس جلد کو تن پر پہن — سر کو نیچے کر ہوا دنبہ منن

پس کہا راعی کو ای صاحب شرف — ہانک دنبون مین مجھے لیلی طرف

تا مین دیکھون دور سے لیلی کو جا — لے ثواب اتنا برائے کبریا

بعد ازان یہہ سخن راعی نے سنا — جون کہا مجنون نے اسنے یون کیا

عاقبت مجنون جو پہنچا جا کے وہان — دور سے لیلی کو دیکھا ناگہان

حکایت مردی که بکشتن معشوق قصد کرده بود

وہ بھڑنگان بھی عرب کو دیکھ کر / صفت روزی غیب سے سمجھے مگر

سب لگے کہنے کو آجا اے بھڑنگ / ہو ہمارے ساتھ ملکر ایک رنگ

لا دیا اسکو بھی اک جام شراب / یہہ پیا سو ہوگیا مست و خراب

لیگئے یاران جو کچھ تھا اسکے پاس / نقد و زر اور تن پہ تھا جو کچھ لباس

جام دوسرا دیکے پھر دوسرا بھڑنگ / پس اسے گھر سے نکالا ننگ دھڑنگ

پھر گیا ملک عرب کو وہ عرب / بھیک منگتا بھوک مرتا روز و شب

پوچھنے کو آئے لوگان کیا ہوا / کان گنوایا کس وضع اپنا ردا

چور لیگئے یا گیا کوئی لوٹ کر / کس سبب سے یون گیا تو ٹوٹ کر

ہند کا جانا ہوا کیون شوم تجھ / کیا دیکھا وہان کیا ہوا معلوم تجھ

پس عرب کہنے لگا با درد و سوز / مین بھڑونگو نمین گیا تھا ایکروز

وہ کہے آجا تجھے مین وہان گیا / اُنسے آگے ہوش مجھکو نین رہا

کان گیا وہ مال و زر کان وہ لباس / کچھ نہ تھا اسباب تجا مجھکو قیاس

پس کہے لوگان وہ کیسے تھے بھڑنگ / بول ہمکو تا ہو وین ان سنگ رنگ

پس کہا دیکھو تجھے تم ای عزیز / یونہی ہے در گل بھڑونگو نکی تمیز

جسطرح سے مین کھڑا ہون ننگ دھڑنگ / اس وضع دیکھو تمھین سارے بھڑنگ

یونہی آجا تو بھی اس مارگ منے / شوق گر ہے تجھکو ہے رگ رگ منے

رکھ قدم اس راہ مین مردون کمن / دے اڑا کر جان و تن اور مال و دھن

حکایت حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام

تا کہا کوئی انکو اے شمع جہان — کیون نہ عزرائیل کو دیتے ہین جان
عاشقان ہوتے ہین جانبازان راہ — تم سو کیون رکھتے ہو اپنا جیو نگاہ
یون کہا مین کیا کرون اب ترک جان — پاؤن عزرائیل کا ہی درمیان
مجھ کو اس آتش منے جب جبرئیل — آکے پوچھا کیا ہی مطلب یا خلیل
نین کیا مین اسطرف ہرگز نگاہ — تھی نظر میری بفرمان اِلٰہ
جب کیا نین مین نظر جبرئیل کو — جیو کب دیتا ہون عزرائیل کو
جبتلک جیو آپ نین منگتا ہی رب — دوسرے کو جان نین دیتا ہون کب
وہ منگے جب جان کرون نین عذر یون — ایک جان کیا لاکھ جان ہووے تو دون

در بیان وادی سیوم کہ در باب معرفت عشق گوید

معرفت کی آئی وادی بعد ازان — پائے نا جسکی نہایت سالکان
بسکہ اس مارگ مین ہین کانٹے بہت — سالکو نپر آپڑے آنٹے بہت
رہ ہر اک کی نہ ہر اک طور ہی — سالک تن سالک جان اور ہی
پس ہر اک کو ہی ہر اک راہ ضرور — حد مقرر کسکی ہی نزدیک دور
کیونکہ چل سکتی ہی مکڑی تا توان — ایکدم چل جائیگا ہاتھی جہان
زور سے مچھر اڑیگا کان تلک — تیز تر بارہ چلیگا جان للک
سیر گر ہر ایک کی ہو اس قدر — ایکسا نین ہر کمال ایک دہر
مختلف ہی ایک سے ایکس کے سیر — اک روش پر اڑ سکے نین کوئی طیر

جو انسو پڑتے ہین اسکے چلکے ڈھل
ہو وین بہ جاتے ہین وہ کنکر کے سنگل

دے کنکر گر ہاتھ با دستکے حجر مین
حشر تک افسوس کے آنکھون جھڑین

کیا ہی انسان وہ پتھر کا اے عزیز
علم ہی جا ہین کو کرے تمیز

علم ہی جو یون ہوا ہی سنگ سخت
سنگ سے بے ہمتون کے ایک لخت

بسکہ ہی تاریک یہہ محنت سرا
علم کا جوہر ہی اسمین رہنما

علم کا گوہر اگر تجھہ ہاتھ آئے
رہنما اپنا تو اس ظلمت مین پائے

یہہ وہ گوہر ہی کہ اسکندر جسے
لیو کر ظلمت مین بولا ہر کسے

پس لیا کوئی اس گوہر کو نہین
جب نکلکر آئے ظلمت سے وہین

وہ گہر آخر ہوا یون بے بہا
سب ہوئے یکطرف افسوس کہا

جن لیا تھا وہ گہر پچتا گیا
بہت سی کیونکر نہین لی آ گیا

جن لیا نا وہ بھی پچتایا بہت
دلمین نا لینے کا غم کھایا بہت

ہووین اس گوہر کے پچتائی مینے
جو لیا اور نہین بھی وہ دونو جنے

تو تو اس ظلمت مینے اے بیخبر
ہی سکندر کی کمن بے راہ بر

علم کا گوہر اگر پایا ہے تو
دو جہان کا راہ بر پایا ہی تو

جب تو یہان سے جائیگا چلکر وہان
پار ہیگا یہہ جہان نا وہ جہان

وہ جہان دو نو جہان سے ہی جدا
نین ہی اس جہان سے تن جان سے جدا

دو جہان سے بہار وہ درگاہ ہی
وہان تو انسان خاص کا جاگاہ ہی

حکایت مرد عاشق که در مزار خفته بود

ایک عاشق تھا دوانہ بے خبر
سو رہا تھا شب مین ...
از قضا معشوق نکلا جا کر ...
نیند مین عاشق کو دیکھا ...

حکایت عاشق و معشوق که هردو را ... شده بودند

کوئی چوکیدار عاشق کین ہوا
نیند سے ہو گئی بیگانی اسکی نین
شور سے شب کو جگاوے خلق کو
کب نقارے پر لگاوے جاکے کم
پس کہا کوئی شخص اس نے خواب کون
جاگتا کبتک رہیگا رات و دن
بعد ازان عاشق دیا اسکو جواب
اصل مین اول سے چوکیدار تھا
جسکو ایسا دکھ یہہ دکھ جب ہوئیگا
ہووے چوکیدار کو سن خواب کب
مرد عاشق جبکہ چوکیدار ہوئے
جاگتا رہ تو بھی ای عاشق تو ہین
پاسبانی دلکی کرتا رہ مدام
جب رہے ہین چور بیٹھے مین چوکدھن
جب نگہبانی کریگا دلکی تو تن
جسکو اس رستے مین درد دل ہوا
جسکے انکھون سے ہو ویگا خواب دور

خواب و خور آرام اسکا گم ہوا
گم ہوا دل سے صبر اور اسکا چین
پھاڑ لیوے ناخن اپنی حلق کو
کب اٹھاوے شور غوغا کا الم
آشنا اکدم کبھی ہو خواب سون
کبتلک یہہ رنج سو سیگا کٹھن
کسطرح میرے نین مین آوے خواب
اور ایک دلبر کا مین عاشق ہوا
کسطرح سکھ سے کبھی وہ سوئیگا
اشک بن عاشق کے منہہ پر آب کب
خواب اسکے نین کا کب یار ہووے
خواب عاشق کو ذرہ لایق نہین
پاس دل کے ہی سو چورونکا مقام
جوہر دل کو بہت سا کر جتن
معرفت اور عیش ہوگا آپ سون
جاگنے سے معرفت حاصل کیا
وہ سو دل بیدار لیجاوے حضور

صد ہزاران تن چھٹے جب روح سے
بن گئی تب ایک کشتی نوح سے

صد ہزاران خاک مین جب سر ہوئے
تا خلیل اللہ صاحب سر ہوئے

صد ہزاران جب گئے طفلونکے سیر
تا ہوئے موسیٰ کلیم اللہ انیس

صد ہزاران جب ہوئے زنار بند
تا ہوئے مقصد سے عیسیٰ ارجمند

صد ہزاران جان و دل تاراج ہوئے
تا محمد ایک شب معراج پائے

تا تو یکو قدر نہ جو تا کو وہان
کچھ تو تو قربان کر کچھ ایقلان

گر ہزاران دل جو دیکھا ہے کباب
تو سمجھ لے جونکہ دیکھا ایک خواب

گر ہزاران جیو سے خالی ہوئے تن
وہ سو اس دریا مین ہے شبنم نمن

بے نیاز یکا جہان مین نین حساب
گرچہ ہووے یک جہان سارا خراب

جھڑ پڑین گر انجم و افلاک سات
پیڑ سے سمجھو پڑا ایک جھڑ کے پانت

گر عدم ہو جائے دنیا چار دانگ
تو سمجھ چیونٹی کی ٹوٹی ایک ٹانگ

گر دو عالم ہوکے جاوے سب عدم
سنگریزہ جان ریگستان سے کم

نا رہے گر جن و انسان کا اثر
جانتے ہین ما ہو یکا یک بندر

یہہ جہان گر خاک مین ملجائے تو کیا
تنستم سے جون کسی یک ہو کم ہوا

جز و کل گر ہو کے جاوے سب عدم
تو سمجھ لے گھانس کا ایک پانت کم

ہو کے جاوے گم اگر یہہ چرخ تند
سات دریا مین پڑا گویا کہ بند

حکایت اشارہ یوسف ہمدانی رحمۃ اللہ علیہ

برق استغنائے پر جب کر کڑک
جل اٹھے سو سو جہان یکدم بھڑک

تو نہ رکھہ ترق کا کچھہ دلمین چاک
ایک جہان جلکر گیا تو کیا ہی باک

حکایت کسی کہ او را ہاتف آواز دادہ بود

جب نجومی پاترا کرنے لگے
خاک تختے پر نچھارا کھے لگے

پس کر سے وہان نقش دہرتی اور فلک
چاند اور سورج ستارے یکبیک

بعد ازان اسپر لکھے بارہ بروج
کئی ستارونکا نزل کئی عروج

کین نحوست کین سعادت کر دکھائے
موتکا گھر کین جنم کا گھر دکھائے

کچھہ رہا نین جب حساب نحس و سعد
پس مگر تختے کو جھٹکے اسکے بعد

ہووے پلمین وہ نقش تب بے نشان
اس جہان کا نقش بھی ایسا ہی جان

نین ہی استغنا کی گر تیرے مین تاب
جا گنارہ بیٹھہ کیا تجھہ کو صواب

حکایت مگس شیرینی شہد را دیدہ بطمع در خم سشان در شدہ بود

کس نے بولا راز دل کوئی اہل راز
ہو گیا جب پردہ اسرار باز

ہاتف غیبی کہا تب اسکے سنگ
ایغلان کیا مانگتا ہی تو سو منگ

پس کہا وہ کیا منگون جو انبیا
سب جنم سوسے ہین نت رنج و بلا

ہے جو کچھہ رنج و بلا جگ مین جتا
انبیا پر اُسسے اگلا تھا و تا

جب نبیونکو یہہ بلا ہووے نصیب
پاؤنگا راحت کہان سے مین غریب

پس نہ مین عزت نہ مین خواری منگون
خوب ہے جی درد سے دلکو رنگون

اٹھ کھڑا ہو کاٹ سودا ایکی بات | جیو کی پروا چھوڑ دے اور لگو آٹ
جب تلک اس جیکی ہی جہانسے منی | گٹ رہی ہی شرک کی یہانسے منی

حکایت عاشق شدن خرقہ پوش بر دختر سگبان

کوئی تھا کین شیخ مرد خرقہ پوش | دختر سگبان پہ کھویا عقل و ہوش
ہو گیا یون عشق مین اسکے زبون | جو چلا دل سے ابل کر موج خون
دیکھنے کو زنکے دلمین ہی امنگ | سو رہا ہے شب کو کتون کے جا سنگ
مان کو جب دختر کے سن ہوئی یہہ خبر | پس کہی آ آک تو کام کر
جا گئے میرے جتن کر ایکسال | مذہب گبری و سگبانی سنبھال
گر تو عاشق ہی تو کر یہہ کام نقد | پس تجھے لڑکی دیونگی کر کے عقد
شیخ تھے جون عشق پر ثابت قدم | پس کہے اسکا نہین ہی مجھکو غم
دے چلے دوڑے کتونکے لیکہ تھم | خوش لگے کرنے کو خدمت وہ اتا
تا ملا بازار مین کوئی دوستدار | پس کہا اُن کیا کیا تو اختیار
زہد مردون کے تمن کر تیس سال | کیون ہوا سگبان گبر بد فعال
پس کہا عاشق نکر قصہ دراز | گر سمجھتا ہین تو اس پردے کے راز
حکمت تقدیر سے چارا نہین | جو ازل سے ہے سو سب ہوو نا ہین
کسکو ہی معلوم یہہ علم قدیم | عاقبت کیا ہوئیگا سوا نے ندیم
گر خدا چاہے تو میرے ہاتھ سے | یہہ کتے دیو سے چھڑا اسباب سے

جمالِ ہمنشیں در من اثر کرد　　　وگرنہ من ہماں خاکم کہ ہستم

یا مثلاً　ز دم تیشہ یک روز بر تلِ خاک　　　بگوش آمدم نالۂ دردناک

کہ زنہار اگر مردی آہستہ تر　　　کہ چشم و بناگوش و روی ست و سر

یعنی میں نے ایک دن ایک خاک کے ٹیلہ پر پھاوڑا مارا، اس سے آواز آئی کہ میاں اگر تم میں آدمیت اور غیرت ہے تو ذرا آہستہ، کیونکہ یہ سب آنکھیں اور کان اور چہرے اور سر ہیں۔

(یعنی آج جو خاک ہے یہ پہلے انسان کی اعضا تھے جو بوسیدہ ہو کر خاک ہو گئے)

یا مثلاً　مگر دیدہ باشی کہ در باغ و راغ (صحرا)　　　بتابد بہ شب کرمکے چوں چراغ

یکے گفتش اے مرغکِ شب فروز　　　چہ بودت کہ بیروں نیائی بروز

ببیں کآتشیں کرمکِ خاک زاد　　　جواب از سرِ روشنائی چہ داد

کہ من روز و شب جز بہ صحرا نیم　　　ولے پیش خورشید پیدا نیم

یا مثلاً

شبے یاد دارم کہ چشمم نہ خفت　　　شنیدم کہ پروانہ با شمع گفت

کہ من عاشقم گر بسوزم رواست　　　ترا گریہ و سوز باری چراست

بگفت اے ہوادارِ مسکین من　　　برفت از برم یارِ شیرین من

تو بگریزی از پیش یک شعلہ خام　　　من استادہ ام تا بسوزم تمام

ترا آتشِ عشق اگر پر بسوخت　　　مرا بیں کہ از پائے تا سر بسوخت

شیخ کی کمال شاعری کا اصلی معیار، اس کا پیرایۂ ادا ہے، اس سے زیادہ کوئی شخص اس بات کا اندازہ نہیں کر سکتا، کہ کس مضمون کے موثر کرنے کا سب سے بڑھکر کونسا

طریقہ ہے، جن جن مضامین کو اس نے لیا ہے، ان کو جس پیرایہ میں ادا کیا ہے، متقدمین اور متاخرین میں اس کی نظیر مطلق نہیں مل سکتی، اسی کا نتیجہ ہے کہ اخلاق میں سیکڑوں ہزاروں کتابیں لکھی گئیں، صرف ایک مخزن الاسرار نظامی کے طرز پر ۶۵ مثنویاں لکھی گئیں، اور سب کی سب اخلاق و تصوف میں ہیں، لیکن بوستان اور گلستان کے آگے کسی کا چراغ نہ جل سکا، چند مثالوں سے تم اس کا اندازہ کر سکتے ہو،

مثلاً دولت و حکومت کی تنقیص ایک پامال مضمون ہے، جو سیکڑوں دفعہ لوگ مختلف پیرایوں میں ادا کر چکے ہیں، لیکن شیخ کا صرف ایک شعر سب پر بھاری ہے،

گدا را کند یک درم سیم سیر | فریدوں بہ ملک عجم نیم سیر

شیخ نے اس کے ساتھ فلسفیانہ طریقہ سے ثابت کر دیا ہے کہ دولت مندی حقیقت در محتاجی ہے،

خورده به درویش سلطاں پرست | کہ سلطان ز درویش مسکیں ترست
نگہبانی ملک و دولت بلا است | گدا بادشاہ است و نامش گدا ست
بخسپند خوش، روستائی و جفت | بہ ذوقے کہ سلطان درایوں نہ خفت

(دہقان، بیوی)

اسی مضمون کو ایک مصرع میں ادا کیا ہے، ع

آنانکہ غنی تر اند محتاج تر اند

یہ ظاہر ہے کہ انسان جس قدر دولت مند اور امیر ہو جاتا ہے، اس کی ضرورتیں اور حاجتیں بڑھتی جاتی ہیں، اس لئے زیادہ دولت مندی درحقیقت زیادہ محتاجی ہے۔

یا مثلاً یہ تلقین کرنا تھا کہ دولت مندوں کو غریبوں پر رحم کرنا چاہئے، اسکو شیخ نے اس حکایت کے پیرایہ میں ادا کیا،

یہہ سخن سنکر حسن بولا شاباش — آفرین ہی ای ایاز حق شناس
کیون نہو روزی تجھے انعام شاہ — کیون نہووے دمبدم پیغام شاہ
یہہ سخن جو تو کہا سو ہی ثواب — بول دیگر بھی ابھی جو ہی جواب
بعد ازان بولا ایاز ہوشیار — راز پنہان کیونکرو نین آشکار
شاہ سے خلوت اگر ہوتی تجھے — بات کی لذت دگر ہوتی تجھے
تو سو حالی راز کا واقف نہین — کیا کہون تجھہ سے جو تو ہمدم نہین
پس حسن کو شاہ فرمایا خطاب — حاضری لے تو جکی جا کر شتاب
جو ہوا خلوت کہا شہ ای ایاز — اس جواب خاص کا کر کشف راز
بعد ازان بولا ایاز نام ور — شاہ جب کرتا ہی میرے پر نظر
روشنی سے اس نظر کی کے سخن — محو ہو جاتا ہی میرا تن بدن
شاہ کے پرتو سے میرا یہہ وجود — گم ہو جاتا ہی کرو نین کیون سجود
تو کیا جو یک نوا دستہا ہزار — وہ نوازش جان تو اسکی بہار
مین کیا ہون تا کہ بندگی کر دکھاؤن — تو ہی چون خورشید روشن مین ہون چھپاؤن
چھپاؤن جون خورشید مین گم ہو جائے — چھپاؤنکا نام و نشان ہرگز نپائے
جب بندہ ہووے فنا تب حق رہے — باطل اٹھہ جاوے تو حق مطلق رہے

حکایت وادی ششم حیرت گوید

بعد ازان حیرت کی وادی پیش آئے — مرد یہان حسرت سے اپنی سدھ گنوائے

حکایت دختر کسی بادشاہ کہ خوب صورت بود

یوسف ثانی کہا جاوے جسے
جگہین جوڑا کوئی اسکا نا دسے

جس گلی بازار مین چلجائے او
نار و نر حیرت سے جاوے ڈنگ ہو

باگہان دیکھی اسے خجل کہین
عقل و ہوش اپنا گنوائی سب ہین

جوش کھا کر گر پڑی یکبارگی
تن سے مینے جیو نے کیا آوارگی

عشق کے آنیسے گئی سب عقل نٹھ
سدھ نکل گئی ہوئی صبوری سینہ پھاٹ

جب پٹ ہوئی دلمین زرش بیقرار
تب سہیلون سے لگی کرنے بچار

از قضا اسکی سہیلیان تھین جو دس
تھین وے سب فنمین سنو تو دسترس

خوش گلو گانے سے منے ہر یک پری
ناچنے مین طاق ہر ایک چھند بھری

گیانمین اور گن مین ہر یک سحر کار
چاند کو آسمان سے لاوین اتار

بعد ازان وہ شاہزادی ان سنگات
راز دل ظاہر کرے اور جیوکی بات

جیو میرے پر عشق نے لایا ہے زور
ہوئی مین یک ماہ مکھہ کی چکور

عشق نے اسکے کیا ہے مجکو زیر
رنج و حسرت نے لیا ہے مجھ کو گھیر

وہ سو میرے باپ کا ہیگا غلام
کیون کرون نہین پختہ سودا رخام

گر اسے پھسلاؤ نہین جو اپنے سنگ
تا رہے ہرگز میرا ناموس و ننگ

صبر کرنے کی بھی نہین طاقت مجھے
درد سہنے کی کہان ہمت مجھے

تا کسے مین راز دلکا کہہ سکون
تا بغیر از یار کے مین رہ سکون

کون ہے جو اسکو مجھہ سے لا ملائے
اور اسے میری حقیقت کہہ سنائے

بوٹے سے عنبر کے ہی تر مغز سر
لذت مے سے جگر ہی با خبر

لگ رہی ہی جک سے رخ بانار سے
کان ہو سیقار کی آواز سے

جو نکہ دیکھا کھولکر جک وہ غلام
اس پری پیکر نے دیتا بھرکے جام

دیکھنے اسکو جوان حیران ہوا
فکر و اندیشہ مین سرگردان ہوا

خواب و بیداری کیا مین فہم کچھ
بیخودی مین با خودی کا وہم کچھ

راز کا بھی کچھ سر رشتہ نا سمجھ
دیکھکر صورت پڑا پل مین الجھ

بعد ازان وہ نازنین خودرای سے
یار کے دیدار سے ہو جاکے مست

قند سے لب سے شکر لینے لگے
بوسہ بادام پر دینے لگے

شوق کے کب جوش سے جوئے نین
ہاتھ مین لے بوسہ دیوے کب ذقن

چاند سے چہرے اوپر قربان جائے
کب پریشان ہو سیہ زلفونپہ جائے

ناگہانی صبح کا آیا پیام
ہوگیا آخر کو مستی سے غلام

بعد ازان وے پریکر سب نازنینان
لیگیان تھیان اسکو جانسے لاد ہرہان

آشکارا جب ہوا غوغائے روز
یہہ غلام انکھیان کھولے لگ بہو زار

دل منے آکر بسی اسکے وہ نار
بہہ چلے چشمون سے آنسو بیشمار

حال سے شب کے پڑا حیرت منے
خون دل کھانے لگا حسرت منے

پھاڑکر کپڑے کیا سب تن کے چاک
ڈالکر سر پر اپنے گرد خاک

پوچھنے کو آئے لوگان حال جب
پس کہا مین کیا کہون ہو بوالعجب

جانتی ہی تو پڑی جو کس سے دور / کسکی خاطر اسوضع ہی ناصبور

خوش ہی اسکا حال جو سمجھا ہی سو / کسپہ تو روتی ہی زار و زار ہو

وائے مہری پر نہین مجھہ کو سمجھہ / زار گریان کس سے ہون نت اٹھہ

یہہ نہین مجھہ کو خبر روتی ہون کیون / دکھہ سے گلجا پیٹ حسرتین ہون

دل کیا ہی گم اسی منزل ستین / بلکہ منزل بھی نظر آتی نہین

ناتواس گھر کا مجھے دروازہ پائے / ناسرشتہ عقل کا کچھہ ہاتھہ آئے

جائے جو کوئی وہان تلک سر گم کرے / چاردیواری کرا اور گم کرے

تب یک آدھا شخص وہان جب پار پائے / ایک پل مین سب سے اسرار پائے

حکایت صوفی کہ بر راہ میرفت

کوئی صوفی راہ سے جاتا اتھا / راہ سے آواز اسنے یون سنا

کسکی کیلی گھر کی میری پائی ہی / دیو نہین مجھہ کو تو مشکل آئی ہی

جو پڑا ہون مین اپکے گھر سے بھار / اسکے غم سے ہی میرا دل خار خار

پس کہا صوفی کہ دربند ہے اگر / جمع رکھہ خاطر نہین کچھہ گھر کو ڈر

مین تو دروازہ پکڑ کر بیٹھہ رہ / قفل کی بھی کوئی کھولیگا گرہ

ہی ولیکن مجھہ کو مشکل سخت تر / مین مجھے کیلی سپڑتی ہی نہ ڈر

آپڑا ہون وادی حسرت مینے / ہر نفس گذرے مجھے حیرت مینے

حیرت و حسرت کے کبتک دن بھرون / گم کیا ہون سو کہان ڈھونڈھتا پھرون

پختہ سالک وہ جو ہی مردانہ مرد ... سیر کرنے جب منگے میدان درد
ہووین گم اول قدم دھرتی منے ... پس قدم دوسر نکو جا کر کیون گنے
جب قدم پہلے منے گم ہووے تب ... پھر کے آوے وہ تو دستا ہے عجب
لیکہ آتا ہی کبھی گم گشت و و ... ہو سکی جدا کیون وہ بدملا دریا مین سو
جسکو اس عالم سے ہی یکمو اثر ... اسکو اس عالم مین نین یکمو خبر

حکایت پروانہا را گوید

جمع آئے ایکدن سارے پتنگ ... شمع کے طالب ہوئے سب ایکرنگ
پس لگے کہنے یہان سے کوئی جائے ... ہے کہان شمع خبر جلدی سے لائے
بعد ازان جا کر پتنگ یک دور سے ... دیکھہ آیا نور کو لین شمع کے
جسطرح حاصل کیا تھا معرفت ... شمع کی کرنے لگا سب سے صفت
بعد ازان دوسرا پتنگ وہان سے چلا ... جا پڑا سو شمع پر کچھہ کچھہ جلا
وہ سیانا اسکو بھی بولا وہین ... کچھہ خبر تحقیق اسکو بھی نہین
تیسرا بھی اٹھہ کے خوش دوڑا گیا ... شمع پر جلکر انگارا ہو رہا
دیکھہ کر اسکو سیانا دور سون ... شمع کے ہمرنگ سن مکھہ نور کون
پس کہا اسکو خبر لے شمع کی ... جو اگن باہر اندر ہی شمع کی
کیا سمجھتا ہی وہ شمع بے خبر ... ہے جسے اک ذرہ ہستی کی خبر
ہووے جب یون بیخبر اور بے اثر ... اسکو سمجھو سب سے نکلا با خبر

جب گئی نیکی بدی عاشق ہی تو | بس قبا ہی عشق کے لائق ہے تو

حکایت پادشاہی کہ پسرش خوبصورت بود

بادشاہ کوئی تھا بڑا اسا نامور | اسکو بیٹا ایک تھا رشک قمر

پاک سیرت خوش لقا یوسف مثال | مکھ پونم کا چاند اور ابرو ہلال

کوئی نہ تھا خوبی منے کو اسکی جوڑ | چاند کو تو لین تو اسمین بھی ہے کھوڑ

رخ نورانی غیرت ماہ تمام | جگ کے خوبان سب وہ کھین اسکے غلام

کر سکے کوئی کس وضع اسکی صفت | جس صفت کو وہان نتھی کچھ معرفت

رات کو آتا اگر پڑیسے بھار | آفتاب تازہ ہوتا آشکار

چھوڑ دیتا مکھ پہ جب زلف سیاہ | چھپ کے جاتا رات کے پڑ مین ماہ

جسطرف کرتا نگاہ نرگس نمن | اسطرف نرگس سکے کھلتے صد چمن

ملسکے مکھ سے پھول جب کرتا نثار | باغ کھلتے کئی ہزاران صد بہار

لیکن نہ دکھتا تھا دہن کا کچھ نشان | جو عدم ہے سو نشان اسکا کہان

فتنۂ جادو جہان تھا وہ جوان | الامان فتنے سے اسکے الامان

جب نکلتا باہر کہین ہو کر سوار | ساتھ چلتے ہر طرف شمشیر دار

کوئی مگر اسکی طرف کرتا نگاہ | مار ڈالے اسکو جان سے بے گناہ

ناگہانی از قضا درویش ایک | تا الیس کا کچھ برا سمجھا نہ نیک

یک بیک اسکے اپر شیدا ہوا | سوز دل مین عشق کا پیدا ہوا

شاہ غیرت سے ہوا بیہوش وہین / دل مین غصہ سے لایا جوش وہین

پس کہا لیجاؤ اسے سولی تلے / رحم اسکے حال پر کوئی نہ لے

سنکے دوڑے یہہ نقیبان او وزیر / لے چلے حالی گدا کو کر اسیر

لیکے آئے جب اسے سولی کنار / حیف کھا رو یا جگت سب زار زار

نا اسے وہان کوئی شفاعت خواہ تھا / نا کوئی اس درد سے آگاہ تھا

جب اسے سولی پہ وہ دینے لگے / تب گدا نے وہان لوگا نکے اگے

عجز و زاری سے لگا کہنے کو یون / بے گنہ تم مارتے ہو مجھ کو کیون

دیو مجھے فرصت تو بارے اسقدر / جو کرون مین سجدہ حق کو یاد کر

بعد ازان فرصت دیا اسکو وزیر / تا کرے سجدہ خدا کو وہ فقیر

پس گدا سجدہ مین بولا اے الہ / مارتا ہی شاہ مجھ کو بے گناہ

جبتلک اس تنکو ہی جیو کا وصال / شاہزادیکا مجھے دکھلا جمال

تا دیکھون دیدار اسکا ایکبار / شوق سے اس جیو کو ڈالون اسپہ وار

آئیگا وہ جسگھڑی میرے نظر / ہوئیگا جیو مجھ کو دینا سہل تر

یا الہی کر اجابت یہہ دعا / یو نجہہ ہی آخر کو میرا مدعا

مین سو تیرا ہون بندا با صدق سون / گرچہ عاشق ہون نہین کافر ہنوز

جون دو عالم کا ہی تو حاجت روا / یون ابھی کر تو میری حاجت روا

جانفشانی پر لگا در حال تیر / جو دعا یون عجز سے مانگا فقیر

پس کہا ایشاہزادہ نامدار | مار سکتا ہی اگر تو مجھہ کو مار

فوج لشکر کیا تجھے درکار تھا | مجھہ کو بس اتنا تیرا دیدار تھا

بولکر یہہ بات ایک نعرہ کیا | جان شیریں یار شیریں کو دیا

ایک نظر سے دیکھہ دلبر کا جمال | ہو گیا یک پل میں پانی کی مثال

بوند تھا سو جا ملا سمندر سے | ہو گیا نابود ذرہ شور سے

پائیگا تو کان سے ایسا لک خبر | جبتلک دلمیں ہوا زیر و زبر

جیو تیرا لذت سے نت آلودہ ہے | خواب اور غفلت منے آسودہ ہے

چھوڑ دے غفلت کو ہیش اندیش ہو | خویش بیخویش ہو کر پیش ہو

ہوئیگی جسوقت بیخویشی تجھے | پائیگی اسوقت درویشی تجھے

دل منے ہمت پکڑ مردانہ ہو | دے جلا کر عقل کو دیوانہ ہو

ہیں تو بارے آ تماشا دیکھہ جا | کسطرح ہوتے ہیں مردانہ فنا

حکایت شنیدن مرغان تمامیں وادیہا

جب سنیں پنکھیوں نے یہہ باتیں تمام | ہفت وادی کا بیان منزل مقام

ہوش سب کا یکبیک جاتا رہا | جو اتا دکھہ کس سے جاویگا سہا

ہو گئے سب یکطرف سے بیقرار | مر گئے کتنے اسی منزل میں ٹھار

بیٹھہ رہے بعضے و بعضے اٹھہ چلے | کئی سو مارے گئے ہیبت سے گلے

کوئی ہمت سے لیا در پیش راہ | رنج و راحت پر کیا نیں وہ نگاہ

ہی جہان ذرّہ برابر آفتاب ۔ کون سا ہم سے غریبونکا حساب

او ہمین سمجھے اتھے سو سب غلط ۔ سب ہماری محنتین ہو ہو غلط

اید ریغا وہ ہماری رنج راہ ۔ ہو گیا ناچیز سارا اور تباہ

ہو گئے جب یہہ پنکھیرو سب نراس ۔ ٹوٹکر اوپر پڑا گو یا اکاس

سب یکایک دلمین بیدل ہو رہے ۔ جونکہ مرغ نیم بسمل ہو رہے

ناگہان سیمرغکی درگاہ سے ۔ یکبیک آیا جلال و جاہ سے

دیکھ کر اُن تیس پنکھیونکو نزار ۔ بال و پر سے لچہ و مچہ بوٹی کے سار

پانوُن سے سر لگ سبھی حیرت منے ۔ جان و دل سے رنج اور حسرت منے

بعد ازان پوچھا کہ اے قوم غریب ۔ اکثر ہوئی تمکو یہہ حیرانی نصیب

کان سے آئے ہیو تمھین اور ہو سو کون ۔ دکھ منے گلتے ہو جون پانیمین لون

کان تمھارا ملک اور کان کانون ہے ۔ کیا تمھارا نام اور کان ٹھانون ہے

کیا سبب آئے ہین اس درگاہ مین ۔ کیونکہ نے بچکے آئے ہین یاں دراہ مین

پس دیا اُس تیس پنکھیون نے جواب ۔ دیکھنے آئے ہین یہہ عالیجناب

ہے ہمارا بادشاہ سیمرغ جون ۔ دیکھنے اسکو ہمین نا آئے کیون

ہمین ہین بندے سبھی درگاہ کے ۔ خاکروب ہین ہم سبھی اس راہ کے

کئی مدت سے راہ طی کر سدھ گنوائے ۔ صد ہزار و لکھ ہمین یہان تیس آئے

شاہ کے ملنے کی ہی دلمین امید ۔ چک ہوئے ہین انتظاری مین سفید

بعد ازان رقعہ دئے لاسب کے ہاتھ
پس کہے اسکو پڑھو تم غور ساتھ

جو کہ ان سنکھیون نے وہ رقعہ اٹھائے
شرم سے ہرگز نہ اپنا سر اٹھائے

یہان جو کچھ فعلان کئے تھے سو تمام
ایک بیک رقعہ مینے تھا والسلام

سخت سب افعال سے تھا فعل یو
جو چلے ہی نفس کی خواہش سے او

یوسف اپنے کو کوئین ڈال کر
بیچکر کھائے خدا سے کچھ نہ ڈر

حکایت حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت یوسف پیمبر حق پسند
جسے ہوتا تھا ستارونکا سپند

بیچ ڈالا اسکو دس بھائیون نے جب
لکھ لیا مالک نے اک خط اُنسے تب

از قضا یوسف ہوئے جب بادشاہ
لیکے مالک سے رکھے رقعہ نگاہ

جب وے بھائی مصر مین کنعان سے آئے
قحط سے روٹی بدل پانی گنوائے

مین کہانے شاہ کو جو کون ہے
منہ کا اسکے کسو صنع کا لون ہے

پس کہا یوسف نے ای یاران مگر
خط عبری جانتے ہو بانچکر

ہی ہمارے پاس عبری ایک خط
گر تمھین بانچینگے تو ہی نیک خط

پڑھ سناؤگے اگر وہ خط ہمن
جو منگوگے سو دیوونگا بے سخن

لیسکہ عبری خوان تھے سب یار او
پس کہے وہ خط کہان ہے لاؤ سو

خط پڑھنے کو جو یوسف سے لئے
شرم سے سب یار سر نیچے کئے

خاک ہو گئے آگ حسرت سے تمام
آب ہو گئے خوی مین گل کر تمام

بلکہ گر آپس مین حیران ہو رہے — یہہ اسے سیمرغ بولے وہ اسے

نین رہی ہرگز کسے کسکی پہچان — جو ہون وہ وہین یا نہین آخرندان

جب ہوئے سیمرغ سارے ایکرنگ — ہو رہا ہر ایک پنکھی حیران و دنگ

نین ہوا معلوم کسکو کسکا حال — پس کئے درگاہ عزت سے سوال

ای جناب پاک یہہ کیا ہی سبب — جو ہمین ہو گئے ہین یہہ سیمرغ سب

ایک ایکس کو نہین سکتے پہچان — بلکہ اپسکو نہین سکتے پہچان

بعد ازان درگاہ سے آیا خطاب — جو مثال آرسی ہی یہہ جناب

ہوئیگی جسکو طلب جس چیز کی — شکل اسکی ہوئیگی اس چیز کی

اور اگر دیکھے اس آئینہ اندر — آئے گی اسکو وہی صورت نظر

تیس پنکھی تم جو یہانتک آئے ہو — تم اپسکو آپ ظاہر پائے ہو

گر تمھین چالیس ہوئے یا پچاس — یونہی کر لیتے اپسمین آپ شناس

گرچہ کم یا تیس تم سب آئے ہو — تم اپسکو آپ ظاہر پائے ہو

نین تو مجھہ کو دیکھنے کا کسکو تاب — دیکھہ سکتا کب ہے شپر آفتاب

او پنکھی اتنے جو آتے تھے ادھر — پس گئے ہین وے سبھی رستے سے پھر

ہر یکس کو صورت مقصود ہو — ہر یکس کو معنی معبود ہو

جو تمھین تیسون پنکھی سیمرغ کا ج — آئے ہین یہانتک تمھین محنت سے آج

پس تمھین سیمرغ ہونا کیا عجب — محو ہو تم آپ اپسکے سب مین سب

نین ہوے لگ محو خواری و فنا	کان سنے دیکھیگا تو منہہ عز و بقا

حکایت عاشق شدن بر پسر وزیر بادشاہ

بادشاہ کوئی تھا جہان مین بے نظیر	ہفت کشور تھا جسے فرمان پذیر
جانشی تھی خلق اسکندر جسے	قاف سے تا قاف تھا لشکر اُسے
جاہ کا اُسکے اتھا رخ ماہ پر	ماہ کا رُخ شاہ کے تھا جاہ پر
از قضا اُس شاہ کا تھا یک وزیر	اسکو بیٹا ایک جوان بدر منیر
آفتابِ آسمانِ دلبری	جگ کے محبوبون پہ اسکو سروری
دن کو گر وہ ماہ نکلے گھر سے بھار	جگ منے ہووے قیامت آشکار
منہہ نورانی غیرتِ خورشید و ماہ	اسپہ کالی ابر کی جھمری سیاہ
نوش لب وہ چشمۂ آبحیات	تسپہ خطِ سبز ہریالی صفات
مین سے آ دکھلاوے یون افسونگری	جسکے آگے خجل ہووے سامری
سیم تن سیمین بدن سیمین ذقن	دام زلفان عاشقون کی صف شکن
فتنۂ جانِ جہان خال سیاہ	سو قیامت کے برابر یک نگاہ
شرح اسکے حسن کا کا تنک کرون	عمر اگر اس فکر مین ساری بھرون
الغرض شہ اسکو اک دن دیکھ کر	ہو گیا بیہوش و بیخود بے خبر
نقد جان اسکی محبت مین دیا	آرزو سے عشق کا سودا کیا
رہ نہ سک محبوب کے بن ایک تِل	گم ہوا سدھ بدھ گنوایا دین و دل

مست اور عاشق تھا اسپر بادشاہ — کیون کرے دلبر پہ اسکے کوئی نگاہ

پس لگا کہنے کو شہ وہین دل سے — کیا کہون اپنا کیا مین اسکنے

مین تو اس نوخیز کو کس ناز سے — پالکر کیتا ہون واقف راز سے

مال و دولت جان جیوا پنا نثار — ہاتھ مین اسکے دیا سب اختیار

وہ سو مجھ کو چھوڑ جوروؤنکے ساتھ — جیو لگایا ہے سو یہہ کیسی ہی بات

اب مجھے واجب ہوا ہے بالضرور — جو کرون دنیا سے اسکا نام دور

بات ایسی بول کروہ شہریار — نبد کے مارو کہا خوب استوار

تا کہ جاوے تن بدن سب پھاٹ پھاٹ — سیر ہوئی دھرتی سو خونکو چاٹ چاٹ

پس کہا شہ نے کہ ٹوٹی مین لجاؤ — کھال اسکی ور سولی پر چڑھاو

یونہی لیگئے اسکو جلدی کھینچکر — تا جدا کر کھال دیوین دار پر

یہہ خبر سنکر وزیر آیا وہین — خاک پا گئے پیٹتے رویا وہین

ماریوالون کے تئین منت کیا — ہر یکس کو یک رتن بھاری دیا

پس کہا نین اسجوان کا کچھ گناہ — اسپہ ہیگا مست کیفی بادشاہ

جائیگی جب کیف کی مستی اُتر — بعد ازان پچتائیگا دل کے بہتر

پس جو اسکو آج ماریگا کوئی — جیو بچانا کس وضع سے اسکا ہوئی

پس دیے و مارنے ہارے جواب — یہہ جو کچھ بولتا ہے نین صواب

گر ابھی نین مارتے ہین ہم اسے — بادشہ جیو سے نچھوڑیگا کسے

ترک ان پانی کیا یکبار کا ۔ لے رہا سینے مینے غم یار کا
آخرش یکرات کو وہ شہریار ۔ آپ آیا چلکے سولی کے کنار
دیکھ اس ہٹّہ بیخبر کو حیف کھائے ۔ دکھ سے رو رو سر پہ لیتا خاک ہائے
بات یکیک اسجوان کی یاد کر ۔ درد سے رونے لگا فریاد کر
دل پہ اسکے درد و غم بھاری ہوا ۔ زخمِ شمشیر الم کاری ہوا
کاٹ کر لینے لگا وہ اسکے ہاتھ ۔ صد ہزاران آہ اور افسوس ساتھ
لوٹنے بھوئین پر لگا مچھلی من ۔ خون سے ہو گئے دلے رو رو مین
دیکھتا انجوان کو اسکے کوئی اگر ۔ بادشاہ ونکی جھڑی کرتا مگر
رات ساری اکیلا اور روز کون ۔ شمع کے مانند جلتا سوز سون
جب فلک سے صبح کی چلتی یون ۔ شاہ جاتا اٹھ وہان سے گھر کدن
پڑ کے رہتا ہر کہین پیاسا ہو کا ۔ بند کر رکھتا زبان کو جون گونگا
کسکو یہہ قدرت نتھی جو شاہ سات ۔ کچھ کہے اور کچھ نکالے منہہ سے بات
اسطرح چالیس دن جب گئے گذر ۔ سوکھ جا کانٹا ہوا اسشہ نامور
از قضا اس سوز سے گرداب مین ۔ اپنے دلبر کو دیکھا شہ خواب مین
چاند سا چہرہ شفق مین غرقِ خون ۔ غم سے لالہ کے مثل تھا سرنگون
بعد ازان شہ نے کہا ای دلربا ۔ کیون ہوا تو غرقِ خون مین اسوضا
تب کہا اسنے کہ سن ای بادشاہ ۔ جب سے تو مارا ہے مجھ کو بیگناہ

مین کیا گر خون تیرا ظلم سے — خون نہ کو کر دل کو میرے ہجر سے
مست ہوکر یہہ کیا ہو مین خطا — تو گذر جا اس خطا سے کر عطا
تو گیا ہی چھوڑ کر مجھہ کو جہان — مین بھی یہان تجھہ باج رہتا ہون کہان
ہو رہا ہون مین تو غم سے جان بلب — تا یہہ جیو دون خونبہا مین بول کب
مین رہا جاتا ہی مجھے ایکدم — ایکدم اب ہے میرے پر صد ستم
موت کا کچھہ ڈر نہین مجھہ کو اپنا — ہی بہ مجھے تیری جفا کا ڈر جتا
عمر گر سب عذر خواہی مین بھرون — اس گناہ کا عذر آخر کیون کرون
کاش کے کوئی کاٹتا میرا گلا — تا نجت اس غم سے مین ہتا بھلا
مین رہا کچھہ مجھہ کو اب تاب فراق — جیو ہوا ہی تاب اور طاقت سے طاق
جیو میرا لے فضل سے اے دادگر — کچھہ نہین مجھہ کو رہی طاقت مگر
کیا کرون یہہ دکھہ سو اب کبتک بھرون — جوش سے مین دل ہی رہتا کیا کرون
یونہی بک بک کر ہوا خاموش جب — خاموشی مین ہو گیا بیہوش تب
بس ہوا ویسے مین فضل کردگار — تا کہین پنہان وزیر نامدار
شاہ کو وہ دیکھہ کر بیہوش و تاب — رو دلایا شاہ کن بٹیا شتاب
بعد ازان بھیجا اُسے نزدیک شاہ — شہ نے انکھیان کھولکر دیکھا و ماہ
لے گیا در حال اُسے اپنے مندیر — آگئے خوشی سے بھر کے دونون کے سر
ایک ایکس کے ہوئے ہمراز وہان — ہو گئے آپس منے دمساز وہین